مذاہب ثلاثہ کے مشترکہ قانونِ شریعت کا موازنہ

آسیہ رشید*

قانون کسی بھی مذہب کے ماننے والی قوم کو مہذب بناتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل کردہ مذاہب کے قوانین چونکہ الہامی ہیں اس لئے انسانی ذہن کے بنائے گئے قوانین سے بہتر ہیں۔ آسمانی شرائع بہت سی ہیں۔ تمام الہامی مذاہب یعنی شرائع سماویہ کا بنیادی عقیدہ ایک ہی رہا ہے اور وہ توحید، یعنی صرف ایک معبود، اللہ تعالیٰ کی عبادت کی شکلیں اور طریقے مختلف شریعتوں میں مختلف رہے لیکن ہر شریعت میں عبادت کی روح اور فلسفہ ایک ہی تھا۔ کوئی امت ایسی نہیں گزری جس کی ہدایت کے لئے اللہ تعالیٰ نے رسول اور نظام زندگی (قانون شریعت) نازل نہ کیا ہو۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ اِنۡ مِّنۡ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِيۡهَا نَذِيۡرٌ﴾(۱)

''کوئی ایسی امت نہیں گزری جس میں اللہ تعالیٰ نے ڈرانے والے نہ بھیجے ہوں۔''

الہامی شرائع یا شرائع سماویہ کا باہمی تعلق بہت مضبوط ہے۔ شریعت اسلامی اور شرائع سابقہ کا آپس میں اس لحاظ سے گہرا تعلق ہے کہ ان سب کا منبع اور شارع ایک ہی ہے یعنی اللہ تعالیٰ، جس نے ہر زمان ومکان میں انسانوں کی ہدایت کے لیے، انبیاء اور کتابیں بھیجیں۔ جن میں سے آخری رسول حضرت محمد ﷺ اور آخری کتاب الٰہی قرآن مجید ہے۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے نبی ﷺ نے فرمایا:

''والانبیاء اخوة لعلات امهاتهم شتٰی دینهم واحد''(۲)

''تمام انبیاء علیہا السلام آپس میں بھائی ہیں کہ ان کی مائیں مختلف اور دین (جو مثل والد کے ہے) ایک ہے۔''

یہ تمام شریعتیں دین اور عقیدے کے اصول میں متفق تھیں۔ اللہ تعالیٰ کی عبادات اعمال میں اسکے لئے اخلاص اور یوم آخرت پر ایمان جیسے عقائد پر تمام الہامی شرائع متفق ہیں۔ قرآن پاک میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَآ اَرۡسَلۡنَا مِنۡ قَبۡلِكَ مِنۡ رَّسُوۡلٍ اِلَّا نُوۡحِىۡۤ اِلَيۡهِ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنَا فَاعۡبُدُوۡنِ﴾(۳)

''ہم نے آپ سے پہلے آنے والے تمام رسولوں کی طرف وحی کی کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں پس میری ہی عبادت کرو۔''

آسمانی اور الہامی شریعتوں کا مصدر ایک ہی ہے۔ ان کے اصول، عقائد اور مقاصد مشترک ہیں لیکن عملی احکام اور تفصیلات کے ضمن میں کچھ اختلافات ہیں۔ کیونکہ وہ حالات کے تقاضوں کے مطابق تھیں۔ قرآن کریم میں سورہ مائدہ میں

*لیکچرار، کلیہ علوم اسلامیہ، نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز، اسلام آباد، پاکستان

اس کا تذکرہ ملتا ہے۔

﴿ وَ لَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّ لٰكِنْ لِّيَبْلُوَكُمْ فِيْ مَآ اٰتٰكُمْ فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيْعًا فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ﴾(۴)

''اگر اللہ چاہتا تو تم سب کو ایک ہی امت بنا دیتا لیکن وہ تمہیں آزمائے گا جو اس نے تم کو دیا پس تم نیکی کے کاموں میں آگے بڑھو تم سب کو اللہ کی طرف لوٹنا ہے پس وہ تم کو خبر دے گا ان چیزوں کے بارے میں جن چیزوں میں تم اختلاف کرتے تھے۔''

تمام الہامی شرائع ایک دوسرے سے متشابہ ہیں اور تشریح کے عمومی مقاصد میں بھی متفق قوانین رکھتی ہیں۔ اچھے اعمال کے لئے تزکیہ نفس صراط مستقیم کے ذریعے لوگوں کو ہدایت اور نیکی کا حکم دینا جس کے ذریعے دنیا میں اصلاح ہو اور آخرت میں سعادت نصیب ہو اصول اور مقاصد کی واضح مثالیں ہیں۔ چونکہ اسلام کا قانون شریعت ناسخ ہے اس لئے کہ یہ الہامی قوانین کو مکمل کرنے والی شریعت ہے اب اس شریعت کے علاوہ کوئی دوسری شریعت پیروی کیلئے درست نہیں۔ لیکن ہر شریعت میں عبادت کی روح اور فلسفہ ایک ہی تھا۔

قانون لفظ اصلاً سریانی یا یونانی زبان میں کینن تھا جس کے معنی اصل میں چیز، مسطر کتاب، جدول، مقیاس ہر شے، کینن بگڑ کر عربی زبان میں قانون ہو گیا۔(۵) صاحب تاج العروس نے قانون کا معنی یہ بیان کیا ہے:

''والقانون. مقیاس کل شیء و طریقه'' (٦)

''قانون سے مراد ہر چیز کی پیمائش اور اس کا طریقہ ہے۔''

فرہنگ آصفیہ میں قانون کا معنی یوں بیان کیا گیا ہے:

''ہر ایک چیز کی اصل۔ مادہ، جڑ، بنیاد، مبداء، قاعدہ، دستور، آئین، ضابطہ، شرع، طور طریقہ، ڈھنگ، اصول، شرع، شریعت وغیرہ۔''(۷)

قانون کی تعریف بیان کرتے شریف جرجانی لکھتے ہیں کہ:

''امر کلی منطبق علی جمیع جزئیاته التی یتعرف احکامها منه.''(۸)

''ایک ایسا جامع امر جس کی تطبیق اس سے متعلق تمام جزئیات پر ہو سکے۔''

لغت میں شریعت سے مراد مذہب اور طریق مستقیم ہے۔ لفظ شریعت کے لغوی معنی امام راغب کے بقول:

''واضح راستہ اور طریقہ کے ہیں اس کے معنی بدلہ اور شریعت کے بھی ہیں۔''(۹)

الشریعۃ کے متعلق شریف جرجانی کا کہنا ہے کہ:

"هي الإئتمار بالتزام العبودية وقيل :الشريعة ،هي الطريق في الدين."(۱۰)

''شریعت بندگی کو لازم پکڑنا ہے۔اور یہ بھی کہا گیا کہ شریعت دین کا راستہ ہے۔''

قرآن مجید میں ''شریعت'' لفظ چار مقامات پر آیا ہے(۱۱)۔دراصل شریعت آئین الٰہی کے تفصیلی ضابطوں کا نام ہے۔اسی طرح صاحب شریعت ملتیں چھ ہیں: حضرت آدمؑ،حضرت نوحؑ،حضرت ابراہیمؑ،حضرت موسیٰؑ،حضرت عیسیٰؑ اور حضرت محمدﷺ کی ملتیں۔ان سب ملتوں کی شرائع ،شارع ایک ہونے کی بناء پر ایک وحدت ہیں،لیکن اس کے باوجود وہ احکام معاملات میں ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔شریعت نوحؑ کے احکام شریعتِ ابراہیمیؑ سے مختلف ہیں۔اسی طرح موسوی شریعت اور شریعت اسلامی کے مابین احکامِ معاملات میں فرق ہے۔احکام کا یہ اختلاف زمان و مکان کے تقاضوں اور ضرورتوں کے لحاظ سے تھا،جن کے بدلنے سے شرائع کے احکام میں بھی تبدیلی آتی گئی۔تمام شرائع ایک ہی شارع اللہ تعالیٰ کی غرض ومنشاء کی مختلف شکلیں ہیں جن کا مقصود انسانی رویوں کو اپنے دائرہ بندگی میں لانا ہے تاکہ انسان کی دنیاوی فلاح اور اخروی نجات ہوسکے۔

شریعت کی اہمیت کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ آخرت کے ساتھ ساتھ ہم دنیاوی زندگی کو ایک ڈگر پر نظم و ضبط کے ساتھ چلا سکتے ہیں اور زندگی کے معاملات کو شریعت کی بنیاد پر گزار سکتے ہیں۔الہامی مذاہب کو احکام ہر دور کے مطابق دیے گئے تھے یہاں تینوں الہامی مذاہب کے قانون شریعت کا تذکرہ ہے۔

شریعت کی ابتدائی تاریخ:

جس طرح کائنات کی ہر چیز اپنے وجود کے لیے مختلف مدارج طے کرتے ہوئے آگے بڑھتی ہے اور جس طرح انسان اپنے بچپن اور جوانی کے مراحل سے نکل کر اپنی پختگی کو پہنچتا ہے اس طرح شریعت بھی متعدد منازل سے گزر کر بالآخر حضورﷺ کے زمانے میں اپنی تکمیل کو پہنچی۔ارتقاء کا یہ سفر ہزاروں سالوں پر محیط اور سینکڑوں رسولوں کی تعلیمات کا خلاصہ اور نچوڑ ہے۔یہ ارتقاء صرف شریعت کا ہی ارتقاء نہیں بلکہ درحقیقت نسل انسانی کا ارتقاء ہے کہ جوں جوں معاشرہ آگے بڑھا،ضرورتیں اور تقاضے پیدا ہوئے ہدایت وشریعت اترتی گئی۔حتی کہ حضورﷺ کے دور میں شریعت کا یہ گلشن پر بہار ہوا اور پھر ۱۴۰۰ سال قبل اسکی جو سرسبزی وشادابی تھی وہ آج بھی قائم ہے اور نسل انسانی اس سے خوشہ چین ہو رہی ہے۔

سب سے پہلے حضرت آدم علیہ السلام کے جنت سے خروج کے وقت ہدایت کا لفظ بولا گیا تھا (۱۲) جو کہ عقائد، احکام، اخلاق یعنی تمام اسلامی تعلیمات پر حاوی ہے پھر یہ لفظ تمام انبیاء کی تعلیمات کے لیے بھی اختیار کیا گیا۔اس سلسلے کے دوسرا لفظ دین ہے۔جس کا اولین اطلاق حضرت نوح علیہ اسلام کی نسبت سے ہوا۔چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿شَرَعَ لَكُمْ مِنَ الدِّيْنِ مَا وَصّٰى بِهٖ نُوْحًا وَّالَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ وَمَا وَصَّيْنَا بِهٖٓ اِبْرٰهِيْمَ

وَمُوسٰى وَعِيسٰى اَنْ اَقِيمُوا الدِّيْنَ وَلَا تَتَفَرَّقُوْا فِيْهِ﴾(۱۳)

''اس نے تمہارے لئے دین کا وہی راستہ مقرر کیا جس کے اختیار کرنے کا نوح کو حکم دیا تھا۔اور جس کی (اے محمد ﷺ) ہم نے تمہاری طرف وحی بھیجی ہے اور جس کا ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ کو حکم دیا تھا وہ یہ کہ دین کو قائم رکھنا اور اس میں پھوٹ نہ ڈالنا۔''

تاہم اب اس کا زیادہ تر استعمال عقائد پر ہوتا ہے اس قسم کا تیسرا لفظ ملت ہے۔جس کا پہلا اطلاق حضرت ابراہیم کے حوالے سے ہوا۔حضرت موسیٰؑ کوہ طور سے واپس آئے اور توراۃ کی شکل میں احکام الٰہی کا مجموعہ لائے۔اس لفظ کے معنی ہی شریعت کے ہیں۔حضرت عیسیٰؑ تشریف لائے آپ کی تعلیمات میں احکام وقوانین کا حصہ کم اور اخلاق کا زیادہ تھا۔غالبا اسی لیے آپ کی نسبت سے کوئی نیا لفظ نہیں ملتا سلسلہ نبوت کی آخری کڑی یعنی حضور علیہ اسلام کی تعلیمات کیلئے سبیل اور صراط کے نئے الفاظ نظر آتے ہیں۔نیز نور کا لفظ بھی ہے جو کہ ہدایت کا مترادف ہے۔ہدایت اور نور کے یہ الفاظ توراۃ کیلئے بھی استعمال ہوئے ہیں۔مثلاً سورہ مائدہ میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ:

﴿اِنَّآ اَنْزَلْنَا التَّوْرٰةَ فِيْهَا هُدًى وَّنُوْرٌ﴾(۱۴)

''بے شک ہم نے تورات نازل فرمائی جس میں ہدایت اور روشنی ہے۔''

اسی طرح یہ الفاظ قرآن کیلئے بھی ہیں۔مثلاً: ﴿هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ﴾(۱۵)

''ہدایت صرف متقین کے لئے۔''

مگر دونوں جگہ انداز بیان میں فرق ہے یعنی قرآن کو سراپا ہدایت ونور کہا گیا۔جبکہ تورات کو جزوی طور پر ہدایت ونور کہا گیا۔

حضرت آدم علیہ السلام کی شریعت:

آپ کی شریعت پر باقاعدہ بحث سے پہلے شرعی احکام کی ترتیب بیان کی جاتی ہے تاکہ شریعت کی ارتقائی تاریخ سمجھنے میں آسانی ہو۔چنانچہ فقہی ابواب کی ترتیب یہ ہے۔عبادات، ماکولات یعنی خورد ونوش، مناکحات، نظام منزلی، احکام سلطانی، عقوبات۔قرآن کریم کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے۔کہ شریعت کا باقاعدہ آغاز حضرت نوح علیہ السلام سے ہوا کیونکہ اسکی پہلی نسبت آپ ہی کی طرف کی گئی ہے۔اس طرح حضرت آدم علیہ السلام کی ذات کے حوالے سے گو شریعت کا ذکر نہیں ملتا مگر فی الجملہ اس آغاز آپ کی ذات سے ہو گیا تھا کیونکہ جس طرح آپ کو ابوالبشر ہونے کا اعزاز حاصل ہے۔اسی طرح پہلے نبی ہونے اعزاز بھی آپ کو حاصل ہے۔حضور علیہ السلام سے سوال ہوا؟

'' أنبياً كان آدم؟ قال: نعم مُكَلَّمٌ'' (۱۶)

''کیا آدم نبی تھے آپ نے کہا ہاں! ان سے کلام بھی کیا گیا۔''

جب آپ نبی تھے تو لازم ہے کہ آپ کے پاس شریعت بھی ہو۔سورۃ الذاریات میں جن وانس کی تخلیق کا بنیادی مقصد عبادت بتایا گیا ہے۔تو پھر اس کے طور طریقے بھی ضرور بتلائے گئے ہونگے (۱۷)۔

علامہ قرطبی نے ابونصیر قشیری کا قول نقل کرتے ہوئے لکھا ہے:

''اللہ نے کوئی زمانہ شریعت سے خالی نہیں رکھا اور نہ ہی کوئی شریعت نماز سے خالی رہی۔''(۱۸)

نماز کو تسلیم کر لینے کے بعد طہارت اور ستر عورت کا احکام کو بھی تسلیم کرنا پڑے گا کیونکہ انکے بغیر نماز نہیں ہوتی ویسے بھی ستر عورت انسانی فطرت میں شامل ہے جیسا کے حضرت آدم وحوا کے واقعہ سے ظاہر ہے کہ جب شجر ممنوعہ کے کھانے پر ان کا ستر کھل گیا تو پتوں کے ذریعے انہوں نے اپنے جسم کو ڈھانپا۔ابو بکر جصاص کے بقول اس آیت سے ستر عورت کی فرضیت ظاہر ہوتی ہے(۱۹)۔

نماز کے بعد زکوۃ کی بحث ہے۔حسن کا قول ہے کہ ایسا کوئی نبی مبعوث نہیں ہوا جس پر نماز اور زکوۃ فرض نہ ہوئی' پچھلی امم کے حوالے سے روزے کے ذکر قرآن نے بھی کیا۔علامہ خازن نے اس آیت کی تفسیر میں روزے کی فرضیت کا ذکر حضرت آدم علیہ السلام کے وقت سے کیا ہے(۲۰)۔

قربانی:

یہ بھی حضرت آدم علیہ السلام کی شریعت میں نظر آتی ہے۔جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ ابْنَىْ اٰدَمَ بِالْحَقِّ اِذْقَرَّ بَا قُرْبَانًا فَتُقُبِّلَ مِنْ اَحَدِهِمَا وَلَمْ يُتَقَبَّلْ مِنَ الْاٰخَرِ قَالَ لَا قْتُلَنَّكَ قَالَ اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ﴾(۲۱)

''آدم کی دو بیٹوں (ہابیل اور قابیل) کے حالات جو بالکل سچے ہیں ان کو پڑھ کر سنا دو۔کہ جب ان دونوں نے خدا کی جناب میں کچھ نیازیں چڑھائیں تو ایک کی نیاز تو قبول ہوگئی اور دوسری کی قبول نہ ہوئی۔تب قابیل ہابیل سے کہنے لگا کہ میں تجھے قتل کردوں گا۔اس نے کہا کہ خدا پرہیزگاروں ہی کی نیاز قبول فرمایا کرتا ہے۔''

حضرت آدم علیہ السلام کے دو بیٹوں نے قربانی پیش کی ان میں سے ایک (ہابیل) کی قربانی قبول ہوئی اور دوسرے (قابیل) کی قربانی نامنظور ہوئی۔تاہم اس جگہ ایک بحث بھی ہے۔حسن کا قول ہے کہ آدم کے بیٹوں سے مراد حقیقی بیٹے نہیں۔بلکہ یہ لفظ مجازا بولا گیا ہے اور اس واقعہ کا تعلق بنی اسرائیل سے ہے۔کیونکہ قربانی ہونے کی حسی علامت اس سے پہلے نہیں تھی جبکہ اس واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مردہ شخص کو دفن کرنے کا طریقہ کوے سے سیکھا۔اگر واقعہ کا تعلق بنی اسرائیل سے ہوتا تو مردہ کو دفن کرنے کا طریقہ پہلے سے رائج ہونے کی بناء پر معلوم ہوتا لہذا اس قربانی کا تعلق حضرت آدم کے حقیقی بیٹوں سے ہے۔(۲۲)

اس بحث سے معلوم ہوا کہ آپکی شریعت میں عبادت کا باب تھا۔جس میں نماز اور زکوۃ کے علاوہ روزہ بھی موجود تھا۔مزید یہ کہ حج کرنے کی روایت بھی ملتی ہے۔کچھ ایسی چیزیں ہیں جن کا تعلق ابدی صداقتوں کے ساتھ ہے۔اس لیے انکی حلت

وحرمت مسلمہ ہے اور شریعت کا حصہ رہی ہیں۔قرآن کریم میں بھی ہابیل کے قربانی کے واقعے کا تذکرہ ملتا ہے۔(۲۳)

اس لیے قرطبی نے اسکی تفسیر میں لکھا کہ اللہ نے تمام شریعتوں میں قتل کو حرام ٹھہرایا ہے زنا براراستہ کہا گیا اس لئے اس سے منع کیا گیا۔(۲۴)

پاکیزہ خوراک:

خوردونوش کے متعلق قرآن مجید کا عموی حکم ہے:

﴿يَاأَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبٰتِ وَ اعْمَلُوْا صَالِحًا﴾(۲۵)

''اے رسولوں پاکیزہ خوراک کھاؤ اور نیک عمل کرو۔''

اس آیت میں تمام انبیاء کو خطاب ہے اور پاکیزہ چیزیں کھانے کا حکم دیا ہے۔ظاہر ہے یہ حکم بھی ابدی صداقت ہے اور حضرت آدم علیہ السلام کے دور سے ہی نافذ ہوگا اسی طرح غیر طیب چیزوں کی بھی کچھ وضاحت ہے۔مثلاً حضرت ابوذرؓ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا:

''انبیاء کان آدم مرسلاً قال نعم وانزل علیهم تحریم المیتة والدم ولحم الخنزیر''(۲۶)

''کیا آدم نبی رسول تھے آپ نے کہاہاں،اوران پر مردار،خون اور سور کی حرمت کے احکام نازل کئے۔''

یہ مختصر سا بیان ہے۔البتہ تورات کے حوالے سے ماکولات کی ایک فہرست ملتی ہے۔اور خداوند نے کہا دیکھو میں تمام روئے زمین کی کل بیج دار سبزی اور ہر درخت جس میں اس کا بیج دار پھل ہو تم کو دیتا ہوں۔یہ تمہارے کھانے کو ہیں۔اور زمین کے کل جانوروں کیلیے اور ہوا کے کل پرندوں کیلئے اور ان سب کیلئے جو زمین پر رینگنے والے ہیں۔جن میں زندگی کا دم ہے کل ہری بوٹیاں کھانے کو دیتا ہوں۔(۲۷)

نکاح کے متعلق حکم تھا کہ جڑواں بہن سے شادی نہ کی جائے (۲۸)۔اس طرح آپکی شریعت میں پہلے دو ابواب یعنی عبادات اور ماکولات سے متعلق احکام تھے۔معاملات کے احکام بھی تھے۔مگر حدود اور تعزیرات کے بغیر۔مجموعی طور پر اس شریعت میں آزادیاں زیادہ تھیں اور پابندیاں کم۔اس بناء پر اس دور کو شریعت کا بچپن کہہ سکتے ہیں۔غالبًا یہی وجہ تھی کہ قرآن نے لفظ شریعت کا باقاعدہ اطلاق نہیں کیا۔یا پھر قرآن کی اصطلاح میں عقائد یعنی توحید کا بیان اور شرک کی تردید بھی شریعت کا حصہ ہے اور چونکہ حضرت آدم کے دور میں کفر وشرک نہ تھا اس لیے شریعت کی ضرورت نہ تھی۔لہذا شریعت کا لفظ نہیں بولا گیا۔بہر حال اس شریعت کا تعلق صرف مسلمانوں سے تھا۔کیونکہ اس وقت کافروں کا وجود نہ تھا۔

حضرت نوح علیہ السلام کی شریعت:

آپ کا شمار اولوالعزم انبیاء میں ہوتا ہے اور آپکو اساس الانبیاء بھی کہا گیا ہے۔آپکی نسبت سے قرآن مجید نے کسی صحیفے کا ذکر نہیں کیا۔تاہم دیگر مذاہب مثلاً ہندومت اور صابی مذہب کے حوالے سے اس کے آثار ملتے ہیں۔(۲۹)

قرآن مجید کے بیان کے مطابق آپ پہلے صاحب شریعت نبی تھے۔ابن خلدون کا بیان ہے:

''سب سے پہلے نوحؑ کو یہ شرف حاصل ہوا ہے کہ ادریس کے بعد نبوت سے سرفراز کئے گئے۔یہ پہلے نبی ہیں جنکی شریعت نے آدمؑ کی شریعت کو منسوخ کیا ہے۔''(۳۰)

ابن کثیر کا بیان ہے:

''نوح علیہ السلام جب کشتی سے اترے۔تب تمام حیوانات کا کھانا جائز تھا۔لیکن پھر بعض کی حلت منسوخ ہو گئی۔حضرت نوح علیہ السلام پہلے نبی ہیں۔جنہوں نے بیٹیوں، بہنوں اور ماؤں کے ساتھ حرمت نکاح کے احکام بتلائے۔حضرت آدم علیہ السلام کی شریعت میں روزے رکھنے کا واضح ذکر نہیں ملتا۔مگر حضرت نوح علیہ السلام کے ہاں ماہ رمضان کے روزوں کا ثبوت ملتا ہے۔اسی طرح قربانی کا بھی واضح ثبوت ہے کہ نوح نے مذبح پر سوختنی قربانیاں چڑھائیں۔غالباً طوفان سے نجات پر یہ شکر کی قربانی تھی۔اس مجموعی بحث سے معلوم ہوا کہ آپ کی شریعت نے عبادات کے باب کو وسعت دی، ماکولات میں ترمیم و تنسیخ کی مناکحات میں قدم رکھا، اس طرح شریعت کے ارتقاء کی تین مدارج طے ہوئے۔''(۳۱)

حضرت ابراہیمؑ کی شریعت:

جدید مورخین کے مطابق:

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ولادت ۲۲۰۰ ق م ہے۔آپ نے اپنی قوم کو توحید کی تبلیغ کی۔حضرت ابراہیمؑ پر دس صحیفے نازل ہوئے ان صحیفوں کے نزول کا ذکر قرآن میں موجود ہے۔

﴿صُحُفِ اِبْرٰهِیْمَ وَمُوْسٰی﴾. (۳۲)

''ابراہیم اور موسیٰ کے صحائف۔''

اسی طرح آپ کے پیروکاروں کے حوالے سے غسل جنابت کا ذکر بھی ملتا ہے۔چونکہ کوئی شریعت نماز سے خالی نہیں اس لئے نماز کا ہونا تو مسلّم ہے۔تورات میں اس کی طرف اشارہ ملتا ہے۔، خدا کا نام لینا پرانے صحیفوں میں نماز کی اصطلاحی تعبیر ہے۔جس کی تائید قرآن سے بھی ہوتی ہے۔آپ کے حوالے سے عبادت گاہوں اور قربان گاہوں کا ذکر خصوصیت سے ملتا ہے۔جن میں سرفہرست بیت اللہ ہے جسے آپ نے اپنے بیٹے اسماعیل کے ساتھ مل کر بنایا تھا اسی طرح مزید دو قربان گاہوں کا ذکر بائیبل کے حوالے سے ملتا ہے۔عبادات کے ضمن میں ایک اہم حکم قربانی کا ہے ابراہیمؑ نے اس مقصد کے لئے اپنے بیٹے اسماعیلؑ کی قربانی کرنا چاہی مگر پھر اللہ تعالیٰ کے حکم سے دنبہ کی قربانی پیش کی۔کچھ تبدیلی کے ساتھ اس واقعہ کی تفصیل بائیبل میں بھی موجود ہے۔(۳۳)

قبل از اسلام اہل عرب دو چیزوں کو خاص طور پر ابراہیمی باقیات میں سے شمار کرتے، حج اور ختنہ، اس ختنہ کا ذکر بائیبل میں بھی

موجود ہے سب سے پہلا عہد جو ابراہیم سے ہوا وہ ختنہ کا ہے اپنی اولاد کا بھی اور زرخرید (غلام) کا بھی۔(۳۴)

عبادات کا اہم رکن زکوٰۃ ہے۔ اسلامی روایات سے اس پہلو پر کوئی روشنی نہیں پڑتی البتہ بائیبل کی روایات سے کچھ معلومات حاصل ہوتی ہیں مثلاً ابراہیم نے مال کا دسواں حصہ (کاہن) کو دیا۔ غالباً یہ وہی صدقہ ہوگا جو موسوی شریعت میں دہ یکی اور اسلام میں زمین کی پیداوار پر عشر کے نام سے نافذ ہے۔ اس دور میں آمدنی کا بڑا حصہ زمین ہی ہوتی تھی لہٰذا اس کا ذکر خصوصیت سے موجود ہے۔ معاملات میں چند امور معلوم ہوتے ہیں وہ بھی اولاد کے حوالے سے مثلاً ''یعقوبؑ کے بیٹے یہوداہ نے ایک عورت کے پاس رہن رکھا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دوران سفر کاروبار کے لئے رہن کا استعمال ہوتا تھا اور یہ معاملہ صرف مردوں تک محدود نہیں بلکہ عورتیں بھی یہ کاروبار کرتی تھیں وراثت کے معاملے میں پہلوٹھے کا خاص مقام تھا کہ اس کا دوگنا حق دیا جاتا۔(۳۵)

لوطؑ کے حوالے سے لواطت اور ڈاکہ زنی کی حرمت ثابت واضح ہوتی ہے۔

﴿ اَئِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ وَ تَقْطَعُوْنَ السَّبِيْلَ وَ تَاْتُوْنَ فِيْ نَادِيْكُمُ الْمُنْكَرَ فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖۤ اِلَّاۤ اَنْ قَالُوا ائْتِنَا بِعَذَابِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴾(۳۶)

''کیا تم (لذت کے ارادے سے) لونڈوں کی طرف مائل ہوتے اور (مسافروں کی) راہزنی کرتے ہو اور اپنی مجلسوں میں ناپسندیدہ کام کرتے ہو۔ تو ان کی قوم کے لوگ جواب میں بولے تو یہ بولے کہ اگر تم سچے ہو تو ہم پر عذاب لے آؤ۔''

تعزیرات کی بھی چند مثالیں ملتی ہیں: مثلاً یوسفؑ کے بھائی جب دوسری مرتبہ غلہ لینے گئے تو چوری کے الزام میں بنیامین کو روک لیا گیا یعقوبؑ کے دین میں اصول تھا کہ چوری کرنے پر غلام بنا لیا جائے۔ معاشرے کا ایک عمومی جرم زنا ہے۔ اس کی سزا بھی سخت رہی معلوم ہوتا ہے کہ زمانہ قدیم سے زنا بدترین جرم سمجھا جاتا تھا۔(۳۷)

حضرت ابراہیمؑ کو عبادت سے خاص شغف تھا۔ اس مقصد کے لئے آپ نے عبادت گاہیں بنائیں۔ جن میں سے تین کا ذکر خصوصیت سے ملتا ہے جن میں سرفہرست خانہ کعبہ ہے۔ علاوہ ازیں دو قربان گاہوں کا ذکر ہے۔ جہاں خدا کی خوشنودی کے لئے قربانی پیش کی جاتی اس کی صورت یہ ہوتی کہ کسی خاص مقام پر ابراہیمؑ کو خدا کا جلوہ دکھائی دیتا۔ آپ اس جگہ پتھر کھڑا کرتے اور وہ جگہ قربان گاہ بن جاتی۔ بعد ازاں عبادت گاہیں بنانے کا یہ سلسلہ آپکی اولاد میں بھی جاری رہا۔(۳۸)

یہودیت کا قانون شریعت (موسوی شریعت):

جلیل القدر، اولوالعزم صاحب شریعت نبی حضرت موسیٰؑ کی ولادت ۱۳ویں صدی قبل مسیح یا ۱۵۷۱ق م ہوئی۔ قرآن مجید نے آپ کی شریعت کا ذکر تیسرے نمبر پر کیا ہے۔(۳۹) آپکی شریعت کو دو حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔

ا۔قبل از خروج مصر ۔ ۲۔بعد از خروج مصر

قبل از خروج، آپ اپنی قوم بنی اسرائیل سمیت مصر میں آباد تھے۔آپ کی قوم نہ صرف یہ کہ محکوم تھی بلکہ نہایت مظلوم بھی تھی۔غالباً اسی دور میں آپ پر دس صحیفے نازل ہوئے۔ان صحیفوں کا ذکر قرآن کریم میں بھی موجود ہے۔(۴۰)

ہر مذہب میں قانون کا تصور موجود ہوتا ہے۔جس میں ان کی شریعت اور اس مقاصد ذکر کیے جاتے ہیں تا کہ اس مذہب کے لوگ اپنے دین کو ٹھیک طرح سے سمجھ سکیں اور اس پر عمل کر سکیں۔اسی طرح یہودی مذہب میں بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بھی شریعت سے نوازا جس میں مذہب کی اخلاقیات، فوجداری اور عائلی قوانین وغیرہ کی تفصیل درج ہیں۔یہاں ہم یہودی مذہب کا قانون شریعت اور ضرورت اور اسکے مقاصد سے بحث کریں گے۔یہودیت میں احکام عشرہ اخلاقی احکام کے زمرے میں آتے ہیں۔(۴۱)

شریعت کا لفظ عہد نامہ قدیم میں درج ذیل جگہوں پر استعمال ہوا ہے۔یہودی مذہب میں شریعت اور قانون کیلئے شرع کا لفظ بھی استعمال کیا گیا ہے۔مثلاً قربانی الہامی مذاہب میں سے ہر مذہب کا جزو رہی ہے۔چنانچہ قربانی کے بارے میں بھی شرع کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔(۴۲)

ایک جگہ درج ہے کہ: ''ایک ہی شرع اور اور ایک ہی قانون ہو۔''(۴۳)

استثنا میں یہودیت کے پیروکاروں کو شرع، آئین اور فرمانوں پر عمل کی ہمیشگی پر زور ہے۔

''اس کی شرع اور آئین اور احکام اور فرمانوں پر سدا عمل کرنا۔''(۴۴)

اللہ کے دیئے ہوائے قوانین اور شریعت پر عمل کرنا رب کی خوشنودی کا حصول ہے چنانچہ لکھا ہے کہ:

''تیری شریعت میری خوشنودی ہے۔''(۴۵)

قانون کے متعلق ایک جگہ لکھا ہے کہ: ''اس نے اٹل قانون مقرر کر دیا ہے۔''(۴۶)

اور یہ قانون آنے والی نسلوں کیلئے بھی رہے گا۔ ''نسل در نسل دائمی قانون رہے گا۔''(۴۷)

عبادات کی ادائیگی:

عبادات کی ادائیگی میں اجتماعی انداز حضرت ابراہیمؑ کے دور سے شروع ہو چکا تھا۔قبل از خروج، مصر میں بنی اسرائیل کیلئے نماز کی ادائیگی کا اجتماعی طریقہ بھی تھا اور عبادت خانے بھی تھے جنہیں فرعون نے منہدم کر دیا تھا اس بنا پر یہ حکم ہوا کہ یہ لوگ اپنے گھروں میں نماز ادا کریں اور قبلہ رخ کا خیال کریں قبلہ رخ بیت المقدس تھا یا بیت اللہ۔دونوں قسم کی روایات ملتی ہیں۔اگر کعبہ تھا تو نزول تورات کے بعد بیت المقدس بنا دیا گیا۔اس دور میں اجتماعی قربانی کا بھی پتہ چلتا ہے۔اس کی ادائیگی میں بھی فرعون رکاوٹ ڈالتا تھا۔غالباً اسی دور میں قتل کا واقعہ پیش آیا۔جس کا قاتل معلوم کرنے کے لئے حضرت موسیٰؑ نے قوم کو حکم دیا کہ گائے ذبح کریں۔(۴۸)

مصر سے خروج کے بعد بنی اسرائیل فرعون کی غلامی سے آزاد ہو چکے تھے۔اب حضرت موسیٰؑ مذہبی امور کے علاوہ دنیوی

معاملات میں بھی ان کے سربراہ تھے آپکے بھائی ہارونؑ بھی نبی اور آپکے معاون کار تھے۔ بنواسرائیل لاکھوں کی تعداد میں تھے۔ جنہوں نے مصر کے متمدن معاشرے میں زندگی گزاری تھی۔ اب انہیں اپنے لئے آئین وقوانین کی ضرورت تھی۔ چنانچہ حضرت موسیٰ نے ارشاد خداوندی کے مطابق کوہ طور پر چالیس راتیں گزاریں۔ پھر انہیں تورات کے نام سے شریعت عطا کی گئی پتھر کی سلوں پر اس کی تحریر من جانب اللہ تھی یا حضرت موسیٰ نے خود ان ہدایات کو تحریر کیا تھا۔ دونوں قسم کی روایات ملتی ہیں۔ نیز الواح کے ٹوٹنے کے بعد متبادل تختیاں عطا کی گئی۔ تورات احکام وقوانین کا ایک تفصیلی مجموعہ تھا۔ (۴۹)

موسیٰؑ پر نازل شدہ تورات کے احکامات کی یہ تفصیل آج بھی بائیبل میں موجود ہے۔ یعنی بائیبل کے مختلف اجزا مثلاً خروج، احبار اور استثناء میں ان کا مطالعہ کیا جاسکتا ہے۔ یہ قوانین زندگی کے تمام شعبوں پر محیط ہیں ان شعبوں کا مختصر تعارف درج ذیل ہے۔

☆ عبادات میں پہلا نمبر نماز کا ہے۔ جو کہ ہر مذہب کا جز ہے بنواسرائیل مصر میں نماز ادا کرتے تھے۔

☆ دوسرے نمبر پر روزہ ہے جو خصوصی اہمیت کا حامل ہے۔ (۵۰)

☆ زکوٰۃ کو دہ یکی کہا جاتا ہے جو کہ زمین کی پیداوار کا دسواں حصہ ہے۔ اسی طرح درختوں کے پھلوں اور جانوروں پر بھی وصول کی جاتی ہے۔ نقدی کی صورت میں آدھا مثقال دینار واجب ہے (۷۸)۔ (۵۱)

تورات کے نزول کے وقت بنواسرائیل صحرائے سیناء میں مقیم تھے جہاں ان کی دولت کھیت اور غلہ وغیرہ تھے اس لئے ان کا تذکرہ بھی زیادہ ہے جبکہ نقدی اور سکے وغیرہ اس جگہ کم تھے اس لئے ان کا ذکر برائے نام ہے۔ نیز اس کے مصارف اور مقدار کی تفصیل بھی کم ہے بعض اسلامی روایات میں ہے کہ یہود پر پچاس نمازیں فرض تھیں۔ ربع مال کی زکوٰۃ تھی اور نجاست والے کپڑے کا دھونا فرض تھا۔ (۵۲)

ماکولات:

یہ ایک وسیع باب ہے جس میں جانوروں کی حلت وحرمت پر بحث ہے۔ اس میں چوپائے، پرندے، رینگنے والے جانور اور بحری جانوروں کے متعلق خاصی وضاحت ہے یعنی بیس کے قریب حلال جانوروں کا ذکر نام کے ساتھ موجود ہے اسی طرح دس بحری جانوروں کے ذکر کے علاوہ کچھ اصول بھی بتلائے گئے ہیں۔ مثلاً جن کے پاؤں چیرے ہوئے ہوں اور وہ جگالی کرتے ہوں، حلال ہیں۔ حرام جانوروں میں سے مردار، سور، درندے کے پھاڑے ہوئے، بتوں کے نام پر مذبوح جانور اور خون وغیرہ۔ بحری جانوروں میں سے پر والے اور چھلکے والے حلال ہیں۔ (۵۳)

مناکحات:

نکاح کے محرمات میں تقریباً قرآن والی فہرست ہے، اس طرح زنا کی حرمت، ہم جنسی جانوروں سے بدکاری کی حرمت بھی تفصیلی انداز میں موجود ہے۔ تاہم رضائی رشتوں کی حرمت کا ذکر نہیں، جو کہ قرآن میں موجود ہے۔ اسی طرح مشرکہ عورت سے نکاح کی

حرمت اور بہت سی بیویوں کی ممانعت بھی ہے دیگر احکام مثلاً پاک دامن پر تہمت لگانا لعان کرنا، مہر ادا کرنا بھی موجود ہیں۔(۵۴)

مالی معاملات:

اس میں بھی متعدد قسم کے احکام موجود ہیں۔مثلاً سود کی حرمت وزن اور پیمائش میں راستی مزدور کی مزدوری غروب آفتاب سے قبل دینا گمشدہ چیز بھائی کو واپس کرنا۔(۵۵) تورات کی یہ تعلیمات اسلام سے ملتی جلتی ہیں تاہم وراثت سے متعلقہ احکام کی تفصیل نہیں ملتی۔

احکام سلطانیہ:

نزول تورات کے زمانے میں جمہوریت تو کہیں بھی نہ تھی۔امور سلطنت کی انجام دہی کے لئے بادشاہت ہوتی تھی۔جو کہ موروثی چیز ہے۔جبکہ موسیٰؑ بحیثیت نبی ہونے کے ان کے مذہبی راہنما تھے اور دنیوی سیاست بھی انہیں حاصل تھی۔اس سلسلے میں تورات کی ہدایات یہ ہیں:

''اپنے بھائیوں میں سے کسی کو بادشاہ بنانا اور پردیسی کو جو کہ تیرا بھائی نہیں اپنے اوپر حاکم نہ بنانا۔''(۵۶)

جنگ و جہاد کے احکام بھی ہیں۔مثلاً کسی شہر سے جنگ کرنے پہنچے تو صلح کا پیغام دینا، اگر وہ صلح کریں تو سب باشندے تیرے باج گزار بن کر تیری خدمت کریں۔اگر صلح نہ کرے تو اس کا محاصرہ کرنا اور قبضہ کرکے ہر مرد کو تلوار سے قتل کرنا عورتوں، بچوں اور جانوروں کو اپنے لئے رکھ لینا۔(۵۷) اس عبارت میں پانچ احکام کا ثبوت ملتا ہے۔

۱۔ جہاد ۲۔صلح ۳۔ جزیہ ۴۔ غلام بنانا ۵۔ قتل کرنا

قتل کا یہ حکم اسلامی شریعت سے زیادہ سخت ہے البتہ درختوں کے متعلق حکم ہے۔

''دشمن کے شہر کے محاصرے کے وقت درخت نہ کاٹنا۔''(۵۸)

تعزیرات:

اس عنوان پر بھی خاصی تفصیل موجود ہے مثلاً قتل کا بدلہ قتل، اعضا میں قصاص، حمل کا اگر اسقاط ہو جائے تو شوہر کی مرضی کے مطابق جرمانہ ادا کرے۔قتل خطا کی صورت میں قاتل واجب القتل نہیں۔غلام یا لونڈی کی آنکھ پھوڑنے پر اس کو آزادی دے دی جائے۔(۵۹)

''اگر چوپایہ کسی کو ٹکر وغیرہ مار دے تو اس کے تفصیلی احکامات ہیں۔جادوگرنی کو قتل کر دیا جائے۔''(۶۰)

مرتد اور مدعی نبوت کی سزا کا یوں ذکر کیا گیا ہے:''مرتد کو قتل کر دیا جائے، مدعی نبوت کو قتل کیا جائے۔''(۶۱)

زانی کو جرم کی سزا ملے گی چنانچہ لکھا ہے کہ:

''زانی کو سنگسار کیا جائے، تہمت لگانے کی صورت میں لڑکی کے باپ کو سو مثقال جرمانہ دے۔''(۶۲)

اس طرح مختلف خطاؤں پر مالی سزائیں یعنی کفارہ۔نیز آزاد اور غلام کی سزاؤں میں امتیاز بھی رکھا گیا ہے۔(۶۳)

اس بحث سے معلوم ہوا کہ یہودی (موسوی) شریعت ایک مفصل شریعت تھی۔جس میں ہر باب سے متعلق تفصیلی

احکامات، اصول وضوابط اور بعض مسائل کی جزئیات تک موجود تھیں۔

قربانی:

تورات میں جانوروں کی قربانی بالخصوص پہلو ٹھے جانور کی قربانی پر زور دیا گیا۔ بعض اوقات تو دو دو قربانیاں دینی پڑتی۔ لیکن نیت کے اعتبار سے اس کی دو قسمیں ہیں ایک خطاؤں سے معافی حاصل کرنے کے لئے بطور کفارہ اور دوسری اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے بطور عبادت۔ پھر ادائیگی کے اعتبار سے بھی دو قسمیں ہیں ایک تو سوختنی قربانی جس میں گوشت کو جلا دیا جاتا اور دوسرے ذبحی قربانی۔

یہودی شریعت ایک تو ساڑھے تین ہزار سال قدیم ہے اس اعتبار سے اس دور کی حضری زندگی موجودہ دور کی بدوی زندگی سے بھی پیچھے ٹھہرتی ہے۔ دوسرے اس شریعت کا تعلق ان لوگوں کے ساتھ تھا جو صحرائے سیناء میں مقیم تھے۔ جہاں کی ضروریات زندگی نہایت محدود تھیں اس بنا پر شریعت ''کھیت جانور، لڑائی جھگڑا، غلام اور شادی کے مسائل کے ارد گرد گھومتی ہے۔ جو کہ بدوی زندگی کا خاصہ ہے۔ حضرت موسیٰؑ کے حالات چار حصوں یعنی خروج، احبار، گنتی اور استثناء میں مذکور ہیں۔ پہاڑ پر الواح کی شکل میں جو شریعت عطا ہوئی وہ خروج میں مذکور ہے۔ اور نسبتاً اصولی احکام پر مشتمل ہے۔ نکاح وغیرہ کے احکام جزئیات پر مشتمل ہیں اور احبار میں مذکور ہیں۔ نبوت کے چالیس برس بعد کے مسائل و احکام، جبکہ موسیٰؑ سیناء سے اردن چلے گئے تھے، استثناء میں درج ہیں اس طرح مجموعی طور پر اس شریعت میں تدریج ہے اور مسائل کے بیان میں تکرار بھی ہے۔

یہودیت میں مقاصد شریعت:

بنیادی طور پر ہر مذہب مقاصد شریعت رکھتا ہے اسی مقصد کیلئے اللہ نے یہود میں یکے بعد دیگرے لوگوں کی اصلاح کے لئے انبیاء ورسل بھیجے اور موسیٰؑ پر تورات نازل کی اور داؤدؑ پر زبور، اس کا ذکر ہمیں قرآن میں بھی ملتا ہے۔ اور یہودی قوم بھی اس پر متفق ہے کہ اللہ نے موسیٰؑ کو کتاب سے نوازا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بعثت اور تورات کے نزول کے مقاصد بیان کرتے ہوئے قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے:

﴿وَ اٰتَیْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ وَ جَعَلْنٰهُ هُدًى لِّبَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ﴾(۶۴)

''ہم نے موسیٰ کو کتاب دی، اور اسے بنی اسرائیل کے لیے ہدایت کا ذریعہ بنایا۔''

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ موسیٰ کو جو شریعت دی گئی اور آپ کو شریعت دینے کا مقصد عظیم بنی اسرائیل کی ہدایت تھا تا کہ لوگ خیر وفلاح کے راستے پر چل کر خدا کے حضور اسکی رضا اور کامیابی حاصل کریں۔ اسی میں انسانیت کی خیر و بہبود ہے اسی مقصد کی ترغیب موسیٰؑ، داؤد اور دیگر انبیاء بنی اسرائیل نے دی، اسی راستے پر چل کر ہی آج بھی موجودہ یہودی نفع پا سکتے ہیں اسی کی یہودیوں کو تاکید کی گئی تھی۔ کہ ایک خدا کو مانتے ہوئے اس کے انبیاء کی پیروی کریں یہی یہودی شریعت کا مقصد خاص تھا تا کہ اصلاح معاشرہ ہو اور معاشرہ میں عدل کا قیام ہو اور یہ امن کا گہوارہ بن جائے۔

عیسائیت کا قانون شریعت، ضرورت و مقاصد:

تمام الہامی مذاہب قانون شریعت رکھتے ہیں اس کا ثبوت ہمیں ان کی کتب سے ملتا ہے بالکل اسی طرح الہامی مذاہب میں سے ایک مذہب عیسوی بھی ہے۔ ہمیں شریعت اور اسکی کی ضرورت کے حوالے سے عہدنامہ جدید میں ذکر ملتا ہے۔ خداوند نے شریعت پر پورا پورا عمل کیا اور اپنے لوگوں کی جگہ شریعت کی عدولی کی سزا اپنے اوپر اٹھالی۔ شریعت کے متعلق موجودہ کتاب مقدس کا عہدنامہ جدید کیا کہتا ہے۔ لوقا میں لکھا ہے کہ: ''شریعت کے دستور پر عمل کریں۔''(۶۵)

نیز لوقا ہی میں لکھا ہے کہ: ''جب وہ خداوند کی شریعت کے مطابق سب کر چکے تو۔۔۔''(۶۶)

یوحنا کے پہلے خط میں لکھا ہے کہ:''وہ شرع کی مخالفت کرتا ہے گناہ شرع کی مخالفت ہے۔''(۶۷)

کتاب مقدس میں شریعت پر باقاعدہ عمل کا حکم ہے۔ جیسا کہ اعمال میں ہے:''شریعت پر عمل کرنے کا حکم دینا۔''(۶۸)

چونکہ شریعت پر عمل نہ کرنے والا گناہگار ہوتا ہے جب وہ شریعت کی نافرمانی کرتا ہے۔ جہاں قانون ہوگا وہی شریعت ہوگی چنانچہ لکھا ہے:

''جہاں شریعت نہیں وہاں عدول حکمی بھی نہیں۔''(۶۹)

شریعت کوئی گناہ نہیں بلکہ رومیوں میں واضح طور پر لکھا ہے کہ: ''پس شریعت پاک ہے۔''(۷۰)

رومیوں میں ہی لکھا ہے کہ: شریعت پر عمل نہ کرنے کی وجہ میرے اندر کے گناہ ہیں چنانچہ لکھا ہے کہ:

''ہم جانتے ہیں کہ شریعت تو روحانی ہے۔۔۔ مانتا ہوں کہ شریعت خوب ہے پس اس صورت میں اس کے کرنے والا میں نہیں رہا بلکہ گناہ ہے جو مجھ میں بسا ہوا ہے۔''(۷۱)

پولس رسول رومیوں کے خط میں ہی خدا کی شریعت کی پسندیدگی کے متعلق لکھتے ہیں کہ:

''باطنی انسانیت کی رو سے تو میں خدا کی شریعت کو بہت پسند کرتا ہوں۔''(۷۲)

عیسوی مذہب ہمیں کیا قانون شریعت مختلف معاملات میں فراہم کرتی ہے اس کی مختصر اور جامع تفصیل یہ ہے۔

عیسوی شریعت قرآن اور کتاب مقدس کی روشنی میں:

حضرت عیسی علیہ السلام آج سے تقریباً دو ہزار سال قبل فلسطین کے علاقے بیت الحم میں پیدا ہوئے۔ یروشلم، گلیلی اور ناصرہ کے علاقے میں تبلیغ کی۔ تقریباً ۳۳ سال کی عمر میں اس دنیا سے اٹھالئے گئے۔ حضرت یحییٰؑ کی تبلیغ سے متصلاً بعد آپ نے اپنے مشن کا آغاز کیا۔ آپ پر نازل شدہ کتاب انجیل کا ذکر قرآن میں متعدد مقامات پر ہے۔ قرآن کے مطابق حضرت نوح، ابراہیم اور موسی علیہما السلام کی طرح آپ بھی صاحب شریعت نبی ہیں۔(۷۳)

عیسیٰ علیہ السلام کلی طور پر نئی اور مستقل شریعت کے حامل نہیں بلکہ سابقہ شریعت کے پیروکار ہیں۔ جس میں آپ نے جزوی ترمیم کی ہے۔ اس طرح آپ کو دو حیثیتیں سامنے آتی ہیں اور موجودہ بائیبل سے بھی اسی مفہوم کی تائید ہوتی ہے۔ مثلاً موسوی شریعت میں قربانی اور سبت کی انتہائی اہمیت تھی۔ مگر آپ نے دونوں کی یہ حیثیت ختم کردی۔ جیسا عیسیٰ علیہ السلام کے حالات میں درج ہے کہ:

''بالیاں توڑ کر کھانے پر اعتراض ہوا کہ آپ سبت کا احترام نہیں کرتے۔ تو آپ نے جواب دیا کیا تم نے توراۃ میں نہیں پڑھا کاہن سبت کے دن ہیکل میں سبت کی بے حرمتی کرتے ہیں۔ اور بے قصور رہتے ہیں۔ لیکن اگر تم اس کی معنی جانتے تو بے قصوروں کو قصوروار نہ ٹھہراتے'' کیونکہ ابن آدم سبت کا مالک ہے۔ پھر آپ نے مزید کہا میں قربانی کو نہیں بلکہ رحم کو پسند کرتا ہوں۔'' (۷۴)

اس طرح آپ نے عبادات کے باب میں دو ترمیم کردیں۔ یہ دونوں ترامیم محمدی شریعت کے ساتھ مطابقت رکھتی ہیں۔ طلاق وزنا کے متعلق آپ کے ارشادات ملتے ہیں۔ (۷۵) اسی طرح توراۃ میں مذکور تھا:

''بالکل قسم نہ کھانا۔ آنکھ کے بدلے آنکھ، دانت کے بدلے دانت، لیکن میں تم سے کہتا ہوں کہ شریر کا مقابلہ نہ کرنا، بلکہ جو کوئی تیرے داہنے گال پر طمانچہ مارے، دوسرا بھی اس کی طرف پھیر دے۔'' (۷۶)

ان عبارتوں سے تین ترامیم سامنے آتی ہیں۔ طلاق کی مکمل ممانعت، قسم کھانے کی ممانعت اور بدلہ لینے کی مخالفت، مگر مجموعی طور پر دیکھیں تو آپ نے موسوی شریعت پر ہی عمل کیا۔ نیز آپ نے کہا کہ میں توراۃ کی تنسیخ کرنے آیا ہوں منسوخ کرنے نہیں بلکہ پورا کرنے آیا ہوں۔ (۷۷)

اسی طرح ایک موقعہ پر یسوع نے کوڑی کو تندرست کیا۔ اور کہا:

''جو نذر موسیٰ نے مقرر کی ہے اسے گزار و تاکہ ان کیلئے گواہی ہو۔'' (۷۸)

اس سے معلوم ہوا کہ آپ موسوی شریعت پر عامل تھے اور اس کی تبلیغ بھی کرتے تھے۔ نیز اگر آپ کے پاس مستقل شریعت ہوتی تو اس کی تفصیلات وکلیات بھی ہوتے مگر ان میں سے کچھ بھی دستیاب نہیں۔ حضرت عیسیٰؑ کے حالات میں درج ہے کہ آپ کی تدفین ہوئی خوشبودار چیزوں کے ساتھ، جس طرح کہ یہودیوں میں دفن کرنے کا اصول ہے۔ (۷۹)

صلیب کے موقع پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواری موجود تھے اگر وہ چاہتے تو آپ کی تدفین یہودی طریقہ کی بجائے آپ کے طریقہ پر کرتے۔ خلاصہ کلام یہ کہ چند جزوی ترامیم کے علاوہ مجموعی طور پر آپ موسوی شریعت پر ہی عامل تھے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس تفصیلی شریعت نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ آپ کا تبلیغی دور محض تین سال پر مشتمل تھا۔ اس قدر قلیل عرصے میں اصلاح عقائد اور تزکیہ نفس پر ہی زور دیا جاتا ہے۔ شریعت کا نفاذ ممکن نہیں ہوتا۔ کیونکہ یہ اگلی منزل ہوتی ہے۔ جیسا کہ حضور ﷺ کے

مکی دور سے واضح ہے کہ آپ نے شریعت کا اعلان یا نفاذ مکہ میں نہیں کیا۔ ایک وجہ یہ کہ آپ کے اصحاب کی تعداد نہایت کم تھی۔ رومی حاکم تھے، جس میں یہود کا بھرپور اثر و رسوخ تھا اور وہ آپ کے شدید مخالف تھے۔ تیسری وجہ یہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا انداز بیان اس قدر اشارتی تھا کہ بغیر تمثیل کے ان سے کچھ نہ کہتے (۸۰) یہ انداز بیاں تبلیغ کیلئے تو بوجہ مجبوری کام دے سکتا ہے۔ کیونکہ آپ کمزور تھے اور دشمنوں میں گھرے ہوئے تھے۔ مگر یہ انداز شریعت کیلئے موزوں نہیں۔ کیونکہ اس کیلئے واضح بیان، ٹھوس انداز اور قطعی الفاظ کی ضرورت ہوتی ہے۔

عیسوی مذہب کی خصوصیات:

موسوی شریعت کے برعکس حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیمات میں ظاہر کی بجائے باطن اور شریعت کی بجائے تزکیہ نفس پر زیادہ زور ہے۔ جس کی واضح مثال آپ کا مشہور پہاڑی وعظ ہے جس کے اہم نکات یہ ہیں۔ صبر، حلم، راستباز صلح جوئی، دل کی پاکی، دشمن سے رواداری، غریبوں مریضوں سے ہمدردی و محبت، توکل، خدا سے معافی مانگنا، عیب جوئی کی ممانعت، ریاکاری اور مال جمع کرنے کی مذمت۔ آپ نے انہی صفات کی حامل لوگوں کو آسمانی بادشاہت، میں داخلہ کی بشارت سنائی۔ انجیل سے معلوم ہوتا ہے کہ شدید ترین جرائم میں بھی آپ کو معافی کا اختیار تھا۔ (۸۱)

رسمی شریعت:

اس کے متعلق یہ جاننا نہایت اہم ہے کہ یہ اپنی خاصیت میں راہ فضل کی نمائندگی کرتی ہے۔ اس کا یہی مقصد و مدعا تھا لیکن توریت میں اس نے شریعت کی صورت اختیار کرلی۔ باغ عدن میں انسان نے اخلاقی شریعت کو توڑا' اور اس وقت سے لے کر وہ اپنی فطرت اور عمل دونوں کے لحاظ سے گنہگار ہے۔ خدا نے ابتداء ہی سے وہ راستہ ظاہر کیا جس کے باعث انسان کو رفاقت مل سکتی ہے۔ خدا نے باغ عدن میں بھی جانوروں کی قربانی کی۔ نیز ہم دیکھتے ہیں کہ ہابل کے برہ کی قربانی مقبول ہوئی لیکن قائن کی اجناس کی قربانی رد کی گئی۔ پھر ہم نوح اور کشتی کے سلسلے میں دیکھتے ہیں کہ وہ شریعت کی عدالت کے فضل سے بچایا گیا۔ ''ابرہام خدا پر ایمان لایا اور یہ اس کے لئے راست بازی گنا گیا۔'' (۸۲)

داؤد اس بھید سے پوری طرح آگاہ تھا۔ وہ کہتا ہے:

> ''مبارک وہ ہیں جن کی بدکاریاں معاف ہوئیں اور جن کے گناہ ڈھانپے گئے۔ مبارک وہ شخص ہے جس کے گناہ خداوند محسوب نہ کرے گا۔'' (۸۳)

ابرہام اور داؤد کے درمیانی عرصے میں، ہی موسوی رسمی شریعت دی گئی لیکن اس کا اصل مقصد فضل کی راہ کی تعلیم تھا۔ چنانچہ خیمہ اجتماع اور ہیکل کی متعدد پابندیوں کے وسیلے سے یہ سبق ذہن نشین کرانا تھا کہ گناہگار خدا کے حضور کسی طرح بھی داخل نہیں ہوسکتے۔ توبہ کرنے والے اور تابع فرمان ہونے والے کے لئے کفارہ کے خون اور طہارت کے وسیلے سے خدا تک رسائی کا ایک راستہ ہے۔ لیکن یہ تصویری زبان

اورعلامتوں سے سکھائی گئیں اوراس کے ساتھ شریعت کے روپ میں ایک مفصل ضابطہ قوانین دیا گیا۔درحقیقت رسمی شریعت نے ایک توبہ کرنے والے گناہگاراوراس کے قربانی کے برہ میں اختصارافضل کاراستہ محفوظ کیا۔ ''تب مسیح آئے وہ شریعت کے ماتحت پیدا ہوا۔(۸۴)

حضرت عیسیٰ نے خوداس پرعمل کیا۔مسیحیوں کے لئے رسمی شریعت کے بہت سے فائدے ہیں۔رسمی شریعت حتمی اور مکمل ہے۔اس سے صرف فضل کا سبق سکھانا مقصود تھا۔۔ یعقوب رسول کہتے ہیں''جس نے ساری شریعت پرعمل کیا اور ایک ہی بات میں خطا کی وہ سب باتوں میں قصوروارٹھہرا(۸۵)۔

بالفاظ دیگرشریعت کےٹوٹنے کے لئے ایک ہی گناہ کافی ہے۔نتیجے کےطور پرمجرم سزا کاحق دارٹھہرتا ہے۔

عیسائیت کے مقاصد شریعت:

عیسائی مذہب کا قانون شریعت بھی ہدایت واصلاح کے اہم مقاصد رکھتا ہے اس مقصد کے لئے اللہ نے ان میں حضرت عیسیٰؑ کومبعوث فرمایا جنہوں نے ان کواللہ کے احکام بتلائے۔۔انسانی معاملات میں ہمیں بڑی باریک بینی سے شریعت اور فضل اورعدل اوررحم میں امتیاز کرنا چاہیے۔شریعت عیسوی کا بنیادی مقصد یہ تھا کہ توحید کی طرف دعوت دی جائے اوراچھے راستے کی طرف بلایا جائے نیکی کی ترغیب کے ساتھ حسن سلوک کا مظاہرہ بیحد ضروری ہے جزاسزا کے عقیدے کا اس بات سے گہرا تعلق ہے۔ذمہ دارانسان معاشرے کی فلاح و بہبود بہترین طریق پرکرسکتا ہے آمد عیسیٰ کا اوران کی شریعت کا بنیادی مقصد غلط عقائد جو معاشرے میں رواج پا گئے تھے ان کی اصلاح اورمخلوق خدا سے اخلاق سے پیش آنا تھا۔(۸۶)

اسلام کا قانون شریعت،ضرورت ومقاصد:

اسلام کا قانون شریعت:

شریع path way شرع، شراع، شرعہ، مشرعۃ اورشروع)عربی زبان کا اسم مصدر ہے جسکے لفظی معنی ہیں گھاٹ، پنگھٹ، وہ جگہ جہاں آسانی سے پانی پینے کے لئے پہنچا جاسکے، دریااورسمندر کے کنارے ایسی جگہ جہاں جانور پانی پینے کیلئے آسکیں۔؛دہلیز، چوکھٹ، عادت بیان اظہاراور وضاحت۔(۸۷)

قرآن میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَرَفَعْنَا بَعْضَهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ لِّيَتَّخِذَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا سُخْرِيًّا﴾(۸۸)

''اور ہرایک کے دوسرے پر درجے بلند کیے تا کہ ایک دوسرے سے خدمت لیں۔''

شریعت دین کا راستہ ہے چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ثُمَّ جَعَلْنٰكَ عَلٰى شَرِيْعَةٍ مِّنَ الْاَمْرِ فَاتَّبِعْهَا﴾ (۸۹)

''تمہیں دین کے کھلے راستے پرقائم کردیا تواسی راستے پرچلو۔''

ابن عباس کا قول ہے کہ شرعۃ وہ راستہ ہے جسے قرآن نے بیان کر دیا اور منہاج وہ ہے جسے سنت نے بیان کر دیا ہے۔شریعت کو شریعت اس لئے بھی کہا جاتا ہے کہ اس کی صحیح حقیقت مطلع ہونے سے سیرابی اور طہارت حاصل ہوتی ہے۔ سیرابی سے مراد معرفت الٰہی کا حصول ہے۔(۹۰)

الغرض شریعہ سے مراد اللہ تعالیٰ کے وہ تمام احکام ہیں جو انسان کے اختیاری اعمال سے متعلق ہیں۔ان میں سے ان احکام کو جن کا تعلق اخلاقیات سے ہے ایک علیحدہ صنف قرار دیں تو انہیں آداب کہتے ہیں۔(۹۱)

اسلامی شریعت کی بنیاد وحی الٰہی پر ہے۔اسی وجہ سے یہ شریعت ہر لحاظ سے مکمل ہے۔اسلامی شریعت میں انفرادی مصالح اور مفادات کا پورا پورا خیال رکھا گیا ہے۔''ضرورت'' کا بھی خیال رکھا گیا ہے۔ضرورت کا مفہوم یہ ہے کہ کسی انسان کو کسی ایسے خطرے یا شدید مشقت کی صورت میں پیش آجائے جس سے اس کے جان و مال یا کسی حصہ جسم کو سخت نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو۔یا کسی ایسے حادثے یا صدمے کا ڈر ہو جس سے اس کی عقلی و ذہنی قوت و استعداد کو نقصان پہنچے۔قرآن مجید میں مندرجہ ذیل احکام کو اجمالی طور پر بیان کیا گیا ہے:

۱۔احکام عقائد (توحید اور علم کلام)۔ ۲۔احکام عبادات (نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ وغیرہ)۔
۳۔احکام اخلاق و آداب۔ ۴۔احکام ازدواج و طلاق۔نان نفقہ وغیرہ۔
۵۔احکام تجارت (خرید و فروخت، شراکت وغیرہ)۔ ۶۔احکام قصاص (قتل وغیرہ کے احکام و تعزیرات)
۷۔احکام حرب و صلح۔جنگ وغیرہ کے احکام۔ ۸۔حقوق اور واجبات اور شوریٰ وغیرہ کے احکام۔ ۹۔احکام وراثت۔(۹۲)

سورۃ المائدہ میں ہے:

﴿لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنكُمْ شِرْعَةً وَمِنْهَاجًا﴾(۹۳)

''ہم نے تم میں سے ہر ایک کے لئے ایک شریعت اور طریق بنا دیا ہے۔''

محمدی شریعت کی ضرورت:

یہ امر غور طلب ہے کہ ایک مفصل قانون یعنی موسوی شریعت کے ہوتے ہوئے کسی نئی شریعت کے نزول کی کیا ضرورت تھی۔موسیٰ علیہ السلام کے بعد بنی اسرائیل میں سینکڑوں نبی آئے۔انہوں نے اسی شریعت پر عمل کیا اور اپنی قوم کو بھی اسی کی تلقین کی۔حتیٰ کہ اسی سلسلے کی آخری کڑی حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بھی کے اجراء کا اعلان کیا۔تقریباً دو ہزار سال تک نافذ رہنے کے بعد پھر کیوں اس شریعت کو منسوخ کیا گیا؟۔اسکی چند بنیادی وجوہات تھیں۔

۱۔تحریف و تبدل:

دو ہزار سال کا عرصہ بہت طویل ہوتا ہے۔اس مدت میں بیسیوں نسلیں پیدا ہوتی ہیں اور گزر جاتی ہیں۔متعدد اقوام عروج و زوال

کے مرحلوں سے گزرتی ہیں۔کئی اقوام کا نام ونشان تک مٹ جاتا ہے۔بچ جانے والی اقوام کی زبان، تہذیب رسم ورواج بدل جاتے ہیں۔ تہذیبیں بوڑھی ہوجاتی ہیں اور حقائق مسخ ہوجاتے ہیں۔جس طرح خستہ دیواروں اور پرانی عمارتوں کی اصلاح ومرمت کی بجائے زیادہ بہتر یہ ہوتا ہے۔کہ ان کوگرا کرنئی عمارت بنادی جائے، اسی طرح پرانی شریعت میں جزوی یا کلی تبدیلی کی بجائے نئی شریعت کا نزول ہی بہتر تھا یعنی کہ موسوی شریعت تحریف وتبدل کا شکار ہونے کی وجہ سے اپنی اصلیت کھوبیٹھی تھی ۔یہ تحریف ایک تو شعوری تھی کہ خود یہودی علماء نے مختلف مقاصد مثلاً فرقہ وارانہ نظریاتی حمایت، رشوت خوری، سہو وغفلت اور بڑوں کی رعایت کیلئے احکامات تبدیلی کیے۔جیسا کہ قرآن کا بیان ہے:

﴿يُحَرِّفُونَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهِ﴾(۹۴)

''وہ کلمات کو اپنی جگہوں سے تبدیل کرتے ہیں۔''

پھر یہ کہ یہودی قوم کئی مرتبہ تباہی وبربادی کا شکار ہوئی۔جن میں سے دوحوادث بہت شدید تھے۔تقریباً ۲۰۰ قبل مسیح میں عراقی بادشاہ بخت نصر کے حملے سے یہودی قوم اور مذہب کوشدید نقصان پہنچا۔توراۃ تباہ ہوگئی۔پھر شاہ روم طیطس نے ۷۰ قبل از مسیح بیت المقدس پر حملہ کیا ہیکل کو تباہ کیا توراۃ کے نسخوں کو جلادیا۔اس طرح توراۃ متعدد مرتبہ تباہی سے دوچار ہوئی۔جس کی وجہ سے اس کا استناد اور تواتر ختم ہوگیا۔بنی اسرائیل ایک چہیتی اور لاڈلی قوم تھی۔لاڈلی بننے کی وجہ یہ تھی کہ اس قوم میں توحید کا تصور موجود تھا۔یہ لوگ احساس برتری میں مبتلا تھے اخروی عذاب سے بچ جانے کے مدعی تھے۔(۹۵)

آفاقی دین کی ضرورت:

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ سے متصل حالات تیزی سے تغیر پذیر ہورہے تھے۔سیاسی اتحاد اور جغرافیائی وسعتیں پیدا ہورہی تھیں۔چھوٹی اور مقامی حکومتوں کی بجائے وسیع حکومتیں قائم ہورہی تھیں۔مثلاً ذوالقرنین نے براعظم ایشیاء یورپ اور افریقہ یعنی تینوں براعظموں پر مشتمل حکومت قائم کرلی تھی۔بعدازاں سکندراعظم بھی اسی طرح وسیع وعریض علاقے پر چھا گیا تھا۔حضرت عیسیٰؑ کے بعد آپ کا مذہب ملک شام، روم، یونان اور مصر تک تیزی سے پھیلا۔اسی طرح عرب کے ذریعے چین اور ہندوستان کے تجارتی روابط یورپ سے قائم ہوگئے تھے۔گویا اب حالات خود اس بات کا تقاضا کررہے تھے۔ کہ ایسا آسمانی مذہب آئے جوان سیاسی، جغرافیائی اور تجارتی وسعتوں کی طرح تمام علاقوں پر پھیل جائے۔اور آفاقی مذہب ہے۔اس مقصد کیلئے عیسوی مذہب وشریعت موزوں نہ تھی کیونکہ دیگر اقوام سے اختلاط کے باعث ان کے نظریات بگڑ گئے تھے اور اپنی حقیقت واصلیت کھوبیٹھے تھے۔اس طرح یہودی مذہب بھی غیر تبلیغی ہونے کی وجہ سے اس کا اہل نہ تھا۔نیز اس مذہب میں طبقاتی نظام ہے۔یعنی مذہبی رسومات کی ادائیگی کیلئے مخصوص افراد کی سیادت ہے۔علم یا تقویٰ کسی استحقاق کی بنیاد نہیں بلکہ مخصوص خاندان کوتحقق وتفوق حاصل ہے اس طرح بنواسرائیل میں بھی عملی طور پر ہندو مذہب والا ذات پات کا نظام

ہے کہ اس میں تو چار درجے نہیں اور برہمن کو تفوق ہے مگر بنو اسرائیل میں تین درجے ہیں۔

☆ بنولاوی، یعنی ہارون کی اولاد ☆ عام اسرائیل ☆ دیگر لوگ

اس قسم کی قوم دیگر اقوام سے میل ملاپ کو ناپسند کرتی ہے اور آفاقی بننے کی اہلیت نہیں رکھتی۔

۴۔ جدید حالات کے ناموافق: موسوی شریعت میں بعض قوانین تھے جو موجودہ حالات کا ساتھ نہیں دے سکتے تھے۔ مثلاً سبت کے دن کام کرنے کی شدید ممانعت ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ تمام دن کیلئے دنیوی کاروبار بند کر دیا جائے۔ اس طرح قربانی اور مختلف جرائم کے کفاروں میں جانور ذبح کرنے کا حکم ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بعض مسائل میں ترمیم کی۔ مثلاً طلاق کی ممانعت کی مگر معاملہ سلجھنے کی بجائے افراط وتفریط کا شکار رہا۔ جس کا اندازہ موجودہ دور میں طلاق کی اونچی شرح سے ہوسکتا ہے۔ اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دشمن کے مقابلے میں انتہائی تحمل ورواداری کی تعلیم دی تھی۔ مگر عیسائیوں نے اپنے مجموعی کردار سے ثابت کر دیا کہ یہ تعلیمات ناقابل عمل ہیں۔ جیسا کہ صلیبی جنگوں میں انہوں نے مظاہرہ کیا۔

۵۔ یہود کی اصل زبان عبرانی تھی اور تورات بھی عبرانی زبان میں تھی۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ عبرانی زبان ختم ہوگئی اور اس کی جگہ آرامی زبان نے لے لی۔ اب یہودی کتب کے نسخے اصل زبان کی بجائے آرامی اور یونانی زبانوں میں دستیاب ہیں۔ شریعت اور قانون میں حرفیت پسندی اور ظاہریت کی خاصی اہمیت ہوتی ہے۔ اگر کسی عبارت کا ترجمہ دوسری زبان میں کیا جائے تو پہلی زبان کی اصلیت اور حقیقت گم ہو جاتی ہے۔ کیونکہ اصل زبان کے تمام مفاہیم اور تقاضے دوسری زبان میں منتقل نہیں ہو سکتے۔ اس طرح آسمانی شریعت کی روح ختم ہوگئی (۹۶)۔

اسلامی شریعت کی بنیاد:

اسلامی شریعت کی بنیاد واساس وحی الٰہی پر ہے۔ اس وجہ سے یہ شریعت ہر لحاظ سے کامل ومکمل ہے۔ اسی طرح قانون شریعت بھی ہر لحاظ سے افضل واحسن اور کامل ومکمل ہے۔ اسلامی شریعت میں انفرادی مصالح اور مفادات کا پورا پورا خیال رکھا گیا ہے۔ انسانوں کے وضع کردہ قوانین ہنگامی حالات اور وقتی ضروریات کے پیش نظر بنائے جاتے ہیں' اس لئے حالات میں تبدیلی آنے سے ان میں خامیاں اور نقائص نمودار ہو جاتے ہیں' لیکن خالق کائنات کے مقرر کردہ قوانین اس قسم کے عیوب ونقائص سے پاک اور مبرا ہیں۔ شرعی قوانین عدل ورحمت اور مصلحت وحکمت کے حامل ہیں اور مرور زمانہ اور تبدیلی حالات سے ان میں کوئی فرق رونما نہیں ہونے پاتا۔ دنیوی اور اخروی مصالح کے پیش نظر اسلامی شریعت میں سہولت اور آسانی کا پہلو بھی ہے۔

اسلامی قانون شریعت کی ضرورت:

قانون شریعت میں ''ضرورت'' کا بھی خیال رکھا جاتا ہے۔ ضروریات کا مفہوم یہ ہے کہ کسی انسان کو کسی ایسے خطرے یا شدید مشقت کی صورت پیش آجائے جس سے اس کے جان ومال یا کسی حصہ جسم کو سخت نقصان پہنچنے کا خدشہ ہو' یا کسی ایسے حادثے یا صدمے کا ڈر

ہو جس سے اس کی عقلی و ذہنی قوتوں اور استعدادوں کو نقصان پہنچے۔ یہ حقیقت روز روشن کی طرح واضح ہے کہ اسلام نے آ کر اپنے سے پہلے کی تمام شریعتوں اور قوانین کو منسوخ قرار دے دیا؛ چنانچہ یہودی شریعت بھی منسوخ ٹھہری۔ منسوخ شدہ شریعت سے اثر قبول کرنا بالکل بے معنی بات نظر آتی ہے اور پھر اسلام ایسا مکمل اور جامع دین' جسے اپنے نظام حیات' نظام عقائد و عبادات' نظام معاملات اور نظام عدلیہ وغیرہ پر بجا طور پر فخر ہے۔ یہودی شریعت اور اسلامی شریعت کا سرچشمہ ایک ہی تو ہے' یعنی اللہ تعالیٰ' ہر دور میں شریعت الٰہی کا یہ تقاضا رہا ہے کہ مفاد عامہ اور بہبود عوام کو پیش نظر رکھا جائے' انسانوں کے لئے سہولت اور آسانی بہم پہنچائی جائے۔ اگر کہیں مشابہت نظر آتی ہے تو اس کا سبب یہی ہے کہ دونوں شریعتیں الہام اور وحی الٰہی پر مبنی ہیں۔

محمدی شریعت:

مسطورہ بالا حالات واسباب خود اس بات کے متقاضی تھے کہ ایسی آسمانی شریعت نازل ہو جو ہر قسم کے عیوب ونقائص سے پاک ہو۔ چنانچہ عرب کے شہر مکہ مکرمہ اور قریش کے معزز خاندان بنو ہاشم میں حضورﷺ کی ولادت ہوئی۔ ۴۰ برس کی عمر میں نبوت ملی۔ دوسری وحی پر تبلیغ شروع کی۔ توحید کے پیغام کے ساتھ شریعت کا آغاز ہوا۔ یہ شریعت دائمی، ہمہ گیر اور جامع تھی۔ انسانی زندگی کے تمام گوشوں پر حاوی اور تمام ضرورتوں کی کفیل تھی۔ یہ احکام تقریباً ۲۲ سالہ دور نبوت یعنی دوسری وحی کے بعد بتدریج نازل ہوئے۔ اور وقتاً فوقتاً پیش آمدہ ضرورتوں کے مطابق بیان ہوئے۔ مناسب ہوگا کہ سالوں کی ترتیب کے ساتھ ان کا ذکر کیا جائے۔ تاکہ سن نزول بھی معلوم ہو سکے۔ اس سلسلے میں کچھ ابواب میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

ماکولات:

اس سلسلے میں چند اصولی اور عمومی احکام مکہ میں نازل ہوئے۔ ارشاد باری تعالی ہے۔ اللہ کی عطا کردہ حلال اور پاکیزہ چیزیں کھاؤ۔ ساتھ ہی مردار، بہنے والا خون، خنزیر اور غیر اللہ کے نام پر مذبوح جانور کو حرام قرار دے دیا۔ (۹۷)

دوسرا عمومی حکم الاعراف: ۳۱ میں ہے۔ الاعراف سورہ بھی مکی ہے۔ بقیہ احکام ۷ھ میں مدینہ میں نازل ہوئے۔ جن کی تفصیل یہ ہے۔ جانوروں کی حلت وحرمت' شکار اور بحری جانوروں کے احکام' اہل کتاب کا ذبیحہ اور شراب وجوئے کی حرمت وغیرہ۔ (۹۸)

مناکحات:

ہجرت کے دوسرے سال مناکحات سے متعلق جو احکام نازل ہوئے ان کی تفصیل یہ ہے: حیض' مہر' رضاعت' ایلاء' قذف' لعان' طلاق اور خلع کے احکام (۹۹) ہجرت کے تیسرے سال سے لیکر ساتویں سال تک مناکحات سے متعلق یہ احکام نازل ہوئے: چار بیویوں تک کی اجازت محرمات بیویوں سے نکاح کی اجازت بیویوں سے اختلاف اور مصالحت' ظہار' مشرکہ سے نکاح کی ممانعت' باندیوں سے نکاح کی اجازت' اہل کتاب کی عورتوں سے نکاح کی اجازت معاشرتی مسائل پر مبنی احکام بھی اس باب سے متعلق ہیں کیونکہ معاشرتی اعتبار سے وہ اس کے قریب ہیں۔ قتل اولاد کی ممانعت، والدین کا احترام، یتیموں کی سرپرستی، وراثت کے احکام، پردہ کے احکام، گھر میں

داخل ہونے کیلئے اجازت آنکھیں نیچی رکھنا۔(۱۰۰)

معاملات:

پورا ناپ تول، یتیم کے مال کی حرمت، عہد کی پابندی، رشوت اور حرام مال، رہن، بوقت جمعہ تجارت کی ممانعت، تجارت اور سود کا فرق، قرض کے احکام، یتیم کے مال کی حرمت، نزدیکی رشتہ داروں کا طعام، عہد کی پابندی۔(۱۰۱)

احکام سلطانیہ:

مشاورت، جہاد کی ترغیب، مصالحت، جنگی قیدی، مال غنیمت کی تقسیم، پسپائی کی ممانعت، قتال کی مدت، جہاد کا مقصد مصالحت، غنیمت میں خیانت، فئی کا مال، مشاورت، معاہدہ شکنی کا جواب، جہاد کا سبب، جہاد اور جزیہ۔(۱۰۲)

حدود وتعزیرات:

حدود وتعزیرات کے ضمن میں درج ذیل احکام کا نزول ہوا۔قتل اور معافی، دیت وکفارہ، زنا میں اسی کوڑے، قذف میں اسی کوڑے، چوری میں ہاتھ کاٹنا، ڈاکہ کی سزائیں، بائیکاٹ' نافرمان بیوی کی سزا' ظہار کی سزا میں کفارے کی قسمیں' قسم توڑنے کا کفارہ' قانون شہادت' عورتوں کی شہادت(۱۰۳) اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ مکہ میں چند احکام ہی نازل ہوئے جبکہ بقیہ تمام احکام ہجرت مدینہ کے بعد نازل ہوئے۔بالخصوص ۲۔۷ ھ میں۔سورتوں کے لحاظ سے دیکھیں تو سورہ مائدہ میں ماکولات کے احکام البقرہ' النساء' الطلاق' احزاب اور النور میں گھریلو معاملات کے مسائل سورہ انفال میں جنگ وجہاد کے احکام زیادہ ہیں۔بقیہ سورتوں میں احکامات کا بیان کم ہے۔قرآن کے بہت سے احکام مسلمانوں یا غیر مسلموں کے سوالات پر نازل ہوئے۔(۱۰۴)

وہ احکام جو بغیر کسی واقعہ یا سوال کے نازل ہوئے۔ان کی تعداد بہت کم ہے۔بلکہ ہم کو کوئی ایسا حکم نظر نہیں آتا۔ جس کے متعلق مفسرین نے کوئی ایسا واقعہ بیان نہ کیا ہو جو اس کا شان نزول ہے۔ (۱۰۵)

اسلام میں مقاصد شریعت:

بعثت محمدی علیہ الصلوۃ والسلام کا مقصد بیان کرتے ہوئے قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے:

﴿وَ مَآ اَرۡسَلۡنٰکَ اِلَّا رَحۡمَۃً لِّلۡعٰلَمِیۡنَ﴾ (۱۰۶)

''اے نبی ﷺ ہم نے آپ کو تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا۔''

قرآن مجید کے نزول سے انسانیت بالعموم اور مسلمہ بالخصوص کی جو مصلحتیں وابستہ ہیں۔اس کا بطور خاص ذکر کرتے ہوئے اللہ نے فرماتا ہے:

﴿کِتٰبٌ اَنزلناہ اِلَیکَ لِتُخۡرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوۡرِ بِاِذۡنِ رَبِّهِم﴾ (۱۰۷)

''یہ کتاب قرآن حکیم جس کو ہم نے آپ ﷺ پر نازل فرمایا تاکہ آپ اللہ تعالیٰ کے حکم سے لوگوں کو تاریکیوں سے نکال کر روشنی کی طرف لے آئیں۔''

الغرض انبیاء کرام اور الہامی کتابوں کا بنیادی مقصد حیات انسانی کی فلاح وسعادت ہے، کن پر عمل پیرا ہو کر وہ اپنی دنیاوی زندگی کو کامیاب اور اخروی زندگی میں اجر وثواب کے مستحق ٹھہرتے ہیں۔

شریعت کے مقاصد اور افکار کا ذکر کرتے ہوئے امام غزالیؒ فرماتے ہیں۔

''شریعت کے اہداف سے مراد وہ مقاصد ہیں جن کے حصول کے لیے شرعی احکام مقرر کیے گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے یہ شرعی احکام بندوں کی دنیاوی اور اخروی مصالح اور مفادات کے لیے دیئے ہیں۔ ان کا حصول انسانیت کو فائدہ پہنچانا ہے اور اس سے ضرر ونقصان کا خاتمہ کرنا ہے۔''(۱۰۸)

اسلام دین فطرت ہے، اور یہ تمام شعبہ زندگی چاہے ان کا تعلق سیاست ومعاشرت سے ہو یا اخلاق وقانون سے ہر ان کے بارے میں مکمل ہدایت وراہنمائی عطا فرماتا ہے۔ خالق کائنات نے اس کائنات اور اس کے مظاہر کو عبث پیدا نہیں کیا۔ بلکہ ہر ایک میں مقصدیت ہے، اسی طرح انسانی زندگی کے انفرادی اور اجتماعی کاموں میں مقصدیت کی کارفرمائی واضح حقیقت ہے۔ ہر انسانی عمل وقدم کسی نہ کسی مقصد کے حصول کی خاطر ہوتا ہے۔

شریعت اسلامیہ کے مقاصد اور اسکے احکام کے مقاصد کیا ہیں اس کی تفصیل کچھ یوں ہے۔ قرآن وسنت میں جب احکام شرعیہ کے اسباب پر تحقیق کی جائے تو اس سے پتہ چلتا ہے کہ شارع کے کچھ مقاصد ہیں جن کو حاصل کرنا مقصد ہے۔ علامہ عزالدین بن عبدالسلام لکھتے ہیں کہ:

''ان الشریعة کلها مصالح، اماّ در مفاسد أو جلب منافع .''(۱۰۹)

''شریعت مصلحت ہی مصلحت ہے یا تو مفاسد کو رفع کرنا ہے اور یا منفعت کو لانا ہے۔''

شریعت کا مقصد انسانیت سے تنگی کا دور کرنا ہے چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَ مَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ ﴾ (۱۱۰)

''اللہ تعالیٰ نے تم پر دین کے بارے میں کوئی تنگی نہیں کی۔''

جبکہ قانون سازی میں بھی شریعت اسلامیہ میں بھی انسانوں کے لیے آسانی وسہولت کا حکم دیا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ شریعت کے اہم مقاصد میں سے ایک مقصد تیسر یعنی سہولت اور آسانی پیدا کرنا ہے۔ سورۃ النساء میں اللہ نے فرمایا:

﴿ وَ اِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْكُمُوْا بِالْعَدْلِ ﴾ (۱۱۱)

''اور جب لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو تو عدل کے ساتھ کرو۔''

عدل کے معنی افراط وتفریط سے اجتناب اورتوازن واعتدال کے ہیں پوری کائنات اسی عدل پر قائم ہے شریعت اسلامیہ کا مقصد عدل وانصاف کا قیام ہے۔قرآن وسنت میں بہت سارے احکام بیان ہوئے ہیں۔جن کے اسباب وعلل بیان کیے گئے ہیں اوران احکام میں شارع کے کیا مقاصد اور حکمتیں ہیں ان کی بھی وضاحت کی گئی ہے۔مثلاً نماز کی فرضیت اوراس کے مقاصد،روزوں کی حکمت اور مقاصد قرآن میں اللہ تعالیٰ نے بیان کے ہیں۔(۱۱۲) مقاصد شریعت سے مراد امور پنجگانہ کا تحفظ ہے۔امام غزالی فرماتے ہیں:

''جلب منفعت (منفعت کا حصول)اوررفع مضرت (مضرت کو دور کرنا) مقاصد خلق ہیں اور مخلوق کی اصلاح یا اصلاح،ان مقاصد کے حصول میں مضمر ہے۔مگر مصلحت سے مراد مقاصد شریعت کا تحفظ ہے اور باعتبار مخلوق مقاصد شریعت پانچ ہیں۔:

۱۔ تحفظ دین ۲۔ تحفظ عقل ۳۔ تحفظ نسل ۴۔ تحفظ نفس ۵۔تحفظ مال

جو امور ان پانچ اصول کا تحفظ کرنے والے ہوں وہ مصلحت ہیں اور جو ان کو نقصان پہنچانے والے ہوں وہ مفسدہ ہیں۔''

یہ پانچوں مقاصد وہ ہیں جن کو شریعت محفوظ رکھنا چاہتی اور جنکا شریعت تحفظ کرنا چاہتی ہے۔شریعت کے تمام احکام کا تعلق ان پانچوں مقاصد سے ہے۔نمازوں کا حکم شریعت نے بھی دیا ہے تو دین کو مضبوط بنانے کے لئے' اللہ اوراس بندے کے درمیان تعلق کو مضبوط کرنے کے لئے' بندے کے اندر جذبہ عبودیت برقرار رکھنے کے لئے' روحانی ذوق پیدا کرنے کے لئے' جو دین کے تحفظ کے لئے درکار اور دین کا اصل مقصد ہے اور دین کا اصل مقصد مرتبہ احسان کا حصول ہے۔جیسا کہ ارشاد نبوی ہے:

''أنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ كَأَنَّكَ تَرَاهُ فَإِنْ لَّمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَإِنَّهُ يَرَاكَ''(۱۱۳)

''اللہ تعالیٰ کی عبادت اس طرح کرو گویا تم اس کو دیکھ رہے ہو اگر تم اس کو نہیں دیکھ رہے تو وہ تو تم کو دیکھ رہا ہے''

لہٰذا عبادات سے متعلق اور اخلاقیات سے متعلق جو احکام ہیں یا بعض معاملات میں سزائیں ہیں اور بعض میں انعام ان سب کا مقصد دین کا تحفظ ہے۔ان مقاصد کے تحفظ کے لئے شریعت نے بعض مثبت احکام بھی دیئے ہیں جن کا مقصد یہ ہے کہ مقاصد قائم ہوں۔انہیں فروغ اور تقویت حاصل ہو۔مثبت احکام کے ساتھ شریعت نے منفی پہلوؤں کے متعلق بھی جامع ہدایات فراہم کی ہیں جس کا مقصد ان راستوں کو بند کرنا ہے جن کے ذریعے کسی مقصد کے خلاف کوئی پیش قدمی ہو سکے۔شریعت بدعات اور خرافات کی ممانعت کرتی ہے۔مشرکانہ اعمال سے روکتی ہے۔الحاد اور زندقہ پھیلانے کی کوششوں کو ناپسندیدہ قرار دیتی ہے اوران کے خلاف کاروائی اور سزا کی ہدایت کرتی ہے یہ سارے وہ احکام ہیں جو خلاف شریعت منفی قوتوں کے راستے کو روکنے کے لئے ہے۔(۱۱۴)

دوسرا مقصد انسانی جان کا تحفظ ہے۔ظاہر ہے کہ جب انسان اس دنیا میں موجود ہوگا تو اس کی جان کا تحفظ ہوگا۔تو شریعت پر

عمل درآمد بھی ہوگا۔انسانی جانوں کا ضیاع ہوجائے تو شریعت اور دین پر عمل کون کریگا۔اللہ کے ازلی مقاصد کی تکمیل کون کریگا۔(۱۱۵)

اللہ تعالیٰ نے جب زمین میں جانشین بنانے کا فیصلہ کیا تو یہ طے کیا ﴿وَ لَكُمْ فِي الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَّ مَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ﴾ ایک مقررہ مدت تک تمہیں یہاں ٹھہرنا ہے' یہاں تمہیں استقرار حاصل ہوگا' تم یہاں کے نعمتوں سے مستفید ہوتے رہو گے لہٰذا جب وہ وقت نہ آئے' جب تک وہ مرحلہ جو اللہ کو معلوم ہے اس وقت تک انسانوں کو یہاں رہنا ہے۔اور اللہ کی دی ہوئی نعمتوں سے بھی مستفید ہونا ہے لیکن یہ سب کچھ ہدایت الٰہی کی روشنی میں ہوگا۔(۱۱۶)

اس عظیم منصوبے کا تقاضا ہے کہ انسانی زندگی یہاں باقی رہے اور اسی لئے شریعت نے رہبانیت کی اجازت نہیں دی۔ انسانوں کی زندگی کے تحفظ کے لئے ضروری ہے کہ ایسے اسباب پیدا کیے جائیں جو وسائل زندگی کا حصول ہے۔یہ شریعت کے مقاصد میں سے ہے۔ یہ سب چیزیں اسباب معیشت اور وسائل رزق کے لئے ناگزیر ہیں۔انسان کو بطور خلیفہ زندہ رہنے کے لئے تحفظ جان کی ضرورت ہے۔اور صاحب مال کے طور پر زندہ رہنے کے لئے اسے کھانا پینا اور رہنے کے لئے سب چیزوں کی ضرورت ہے۔ یہاں بھی شریعت دوطرح کے احکام دیتی ہے۔ایک انسان کے وجود' اس کی جان کے تحفظ اور بقاء کے لئے ناگزیر ہیں' اسی طرح کچھ احکام وہ ہیں جو ان قوتوں کا راستہ روکتے ہیں جو انسانی جان کے خلاف کارفرما ہیں۔اور اس کی صحت کے لئے نقصان دہ ہیں۔صحت کو بہتر بنانے والے اقدامات جائز ہیں۔اسلئے وہ پسندیدہ ہیں۔جسمانی' اخلاقی' روحانی' علمی اور فکری تربیت پسندیدہ احکام میں آتی ہیں۔

شریعت کا تیسرا اہم مقصد ہے اور وہ یہ کہ انسانی عقل کا تحفظ کیا جائے۔یہ مقصد کسی دوسری قوم میں نہیں پایا جاتا۔صرف جان اور مال کے تحفظ کا سب دعویٰ کرتے ہیں لیکن عقل کے تحفظ کی بات ہمیں صرف شریعت اسلامی میں ملتی ہے۔انسان اگر جانشین الٰہی ہے اور خلافت کے منصب پر فائز ہے اور اشرف المخلوقات ہے۔

﴿وَ لَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْٓ اٰدَمَ وَحَمَلْنٰهُمْ فِي الْبَرِّ وَ الْبَحْرِ وَ رَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ وَ فَضَّلْنٰهُمْ عَلٰى كَثِيْرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيْلًا﴾(۱۱۷)

''اور ہم نے بنی آدم کو عزت دی اور ان کو خشکی اور تری میں سواری دی اور ہم نے پاکیزہ روزی عطا کی اور ہم نے اپنی بہت سی مخلوقات پر فضیلت دی۔''

انسانی عقل ہی کی بناء پر فرشتوں نے انسان کے علم میں برتری کو تسلیم کیا اور آدم کی برتری علم کے ذریعے سے ثابت ہوئی۔اور علم کا سب سے بڑا ذریعہ انسانی عقل ہے۔اسی سے انسان اور حیوان میں فرق کیا جاتا ہے۔اسی بناء پر اللہ تعالیٰ نے انسان کو خلافت کے منصب پر فائز کیا۔انسانی عقل کمپیوٹر کی طرح اور کمپیوٹر انسانی عقل کی طرح ہے۔انسان کا عقیدہ ایک سافٹ ویر کی طرح ہے۔شریعت نے ہمیں پہلے جو ہدایت کی ہے وہ یہی سافٹ ویئر ہے اگر یہ سافٹ ویئر درست ہوا تو انسانی کمپیوٹر بھی درست ہے۔یعنی انسانی عقل سافٹ ویئر کی مانند ہے شریعت جہاں عقل کو ایک نعمت بتاتی ہے وہاں عقل کے صحیح استعمال کی ہدایت کرتی ہے۔اس لئے انسانی کمپیوٹر کو درست استعمال کر کے انسان کو شریعت کے موافق عمل کرنا چاہیے۔(۱۱۸)

شریعت کا چوتھا مقصد نسل کا تحفظ ہے۔ نسل کا تحفظ برقرار ہے تو انسان کا وجود بھی برقرار ہے۔ جس طرح انسان اور حیوان میں فرق ہے اس طرح عقل کے معاملے میں بھی فرق ہے۔ اخلاق اور حیاء میں بھی فرق ہے۔ انسانوں کا وجود عقل وحیاء کے ساتھ اخلاقی تقاضوں کے مطابق ایک ذمہ داری کے احساس کے ساتھ آپس میں تعلق اور حقوق وفرائض کے ساتھ برقرار رہنا چاہیے۔ شریعت نے جب نسل کا تحفظ کیا ہے تو اس میں آبرو کا تحفظ بھی شامل کیا ہے۔ اور اس کا تعلق انسانی نسل سے ہوتا ہے۔ انسان اپنے حسب ونسب سے پہچانا جاتا ہے۔ اس لئے نسل کا تعلق عزت وآبرو سے بھی ہے۔ اسی طرح اس کا تعلق اخلاق اور حیاء سے بھی ہے جو کہ انسانوں کی تربیت حاصل کرنے سے آتی ہے۔ بعض برائیاں انسان کو بہت شرمندہ کرتی ہیں اس لئے انہیں حرام اور مکروہ قرار دیا گیا ہے۔ محرمات میں سے بعض قبیح قسم کے محرمات ہیں۔ یہ سب کچھ انسانی نسل اور انسان کے خاندان کے تحفظ کے لئے ہے۔ (۱۱۹)

پانچواں مقصد مال اور جائیداد کا تحفظ ہے جسے قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا فضل کہا گیا ہے۔ اسی کی مدد سے وہ وسائل حاصل ہوتے ہیں جن کی مدد سے دین کے بہت سے احکام پر عمل درآمد ہوتا ہے۔ زکوٰۃ، صدقات واجبہ، کفارہ، نفقہ، حج، جہاد ان سب کے تقاضوں کو پورا کرنے کے لئے مال ودولت کا وجود اور تحفظ ضروری ہے۔

یہ مقاصد شریعت اپنے اندر شریعت کے تمام احکام کو سموئے ہوئے ہیں چاہے ان کا تعلق تصوف سے ہو، تزکیہ نفس سے ہو یا اخلاق اور اجتماعیات کا دائرہ ہو۔ ان سب کا تعلق انہی پانچ مقاصد سے ہے۔ شریعت اسلامی ایک منفرد شریعت ہے۔ شریعت نے انسان کی ہر حاجت کا خیال رکھتے ہوئے انسانی اخلاقی حدود کا خیال رکھتے ہوئے اسے دنیا اور آخرت کی آسانی فراہم کی ہے اور ایسی شریعت کی ہمیں کہیں مثال نہیں ملتی دراصل شریعت ایک پیراڈائم ہے جو مخصوص ذہنی رویے کی تشکیل کرتا ہے۔ وہ ذہنی رویہ جس سے اک نئی ثقافت ابھرتی ہے، ایک نئی تہذیب جنم لیتی اور وجود میں آتی ہے۔ جو رنگ ونسل کے امتیازات اور لسانی اور جغرافیائی تعصبات سے ماورا ہے۔ جو انسانوں کو عقیدہ ونظریہ اور طرز حیات کی بنیادوں پر یکجا کرتی ہے۔ (۱۲۰)

الہامی شریعت کے قوانین اور نظام کا دینے والا اللہ رب العالمین ہے جو زمان ومکان کی قیود سے آزاد ہے۔ اسلئے اس ماخذ سے جو چیز آئے گی وہ ابدی اور ٹھیک ہوگی جبکہ انسان چونکہ زمان ومکان کی قیود سے آزاد نہیں ہے اسلئے اسکے بنائے گئے وضعی قوانین بھی زمان ومکان کی حدود کے پابند ہوتے ہیں۔ الہامی مذاہب میں جب ہم یہودیت کے قانون شریعت کا جائزہ لیں تو معلوم ہوتا ہے کہ تورات جس کے معنی ہی قانون کے ہیں اس میں قوانین کی اچھی خاصی تعداد ہے اسی طرح پورا یہودی نظام اور یہودی دین مکمل ظاہری قانون امور کے گرد گھومتا ہے۔ تالمود اور مشنا جو احکام کا مجموعہ ہیں ان سب لا بلا واسطہ اور بالواسطہ تعلق قانون ہی سے ہے پھر جب اللہ تعالیٰ نے داؤدؑ کو مبعوث کیا اسوقت یہودی قوم مادہ پرستی کی طرف انتہا درجے کی مائل ہو چکی تھی اور دینی اقدار سے دور ہو گئے تھے زبور کا نام مناجات بھی اسی لئے ہے کہ دعا اللہ سے مضبوطی کے لئے بے حد مؤثر ہے۔ جب یہودی قوم قانون کی غرض وغایت بھول گئی اصل مقصد سے دور ہوگئی تو اللہ تعالیٰ نے عیسیٰؑ کو مبعوث کیا جنہوں نے یہودیوں کو قانون الٰہی کے اصل مقصد سے آگاہ کیا اور

ان کوانسانوں کے قانون انسانی اخلاقیات کی اصلاح اورشریعت موسوی کے مقاصد یاددلائے اسلئے انجیل یعنی بشارت کے نام سے یاد کیاموجودہ عیسائیت تورات پرایمان تو رکھتی ہےلیکن واجب العمل نہیں ٹھہراتی۔

شریعت اسلامیہ وہ واضح اور کشادہ راستہ ہے جوصراط مستقیم ہے،سواءالسبیل اورامام مبین ہے جس پر چل کرانسان حقیقی زندگی تک پہنچ سکتا ہے۔اس کے لئے بھی شریعت کی اصطلاح اختیار کی گئی قرآن مجیداوراحادیث نبویہ سے پتا چلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ماضی میں مختلف اقوام کوشریعت کے مختلف احکام عطافرمائے ان شریعتوں کی اساس اور بنیادایک ہی تھی لیکن ان کی عملی تفصیلات مقامی ضروریات اورزمانی تقاضوں کے مطابق مختلف تھیں جس قوم کوجس طرح کی تعلیم اورقوانین کی زیادہ ضرورت تھی اس کواسی نوعیت کے قوانین اوراحکام دیئے گئے۔چونکہ ان احکام کی عملی تفصیلات میں مقامی حالات اورزمانے کی رعایت سے بعض خاص پہلوؤں پرزوردیا گیا،اس لئے احکام وقوانین کے ان مجموعوں کومختلف شریعتوں کے نام سے یاد کیا گیا چنانچہ ہمیں شریعت موسوی اورعیسوی کا تذکرہ تاریخ سے ملتا ہے۔انسان کی فلاح و بہبوداور معاشرے میں امن وسلامتی اورعدل وانصاف قائم کرنا قانون شریعت کا بنیادی مقصد ہے۔اس لئے جرائم کی روک تھام کے لئے ایسی سزائیں تجویز کی گئی ہیں جوعبرت ناک اورسنگین ہیں۔اوران سزاؤں کی موجودگی' ان کا نفاذ اوران پرعمل درآمد کرنے سے معاشرہ جرائم سے بہت جلد پاک ہوجاتا ہے۔قتل' چوری' زنا' قذف' شراب نوشی وغیرہ سے متعلق اسلامی قوانین اسی لحاظ سے قابل قدر ہیں کہ ان کا واحد مقصد یہ ہے کہ معاشرے کو جرائم سے پاک اور دنیا میں عدل وانصاف قائم کرکے انسانی وقار وشرافت اور احترام آدمیت کو برقرار رکھا جائے۔حاصل بحث قرآن اورموجودہ کتب مقدسہ کے مطابق یوں کیا جا سکتا ہے کہ قانون کی پیروی انسان کوممتاز کرتی ہے اور جانوروں سے ممیّز کرتی ہے ضروری امر ہے کہ احکام خداوندی پرعمل کرکے خود بھی اور مخلوق خدا کے لئے آسانیاں پیدا کی جائیں یہ قانون شریعت ہی ہے جس نے انسان کواشرف بنایا ہے دوسری مخلوقات پر۔اسی میں امن عامہ کا قیام ممکن ہے اورانسان سکون کی زندگی الہامی مذاہب کے مشترکہ قوانین کے ذریعے نجات اخروی حاصل کرسکتے ہیں۔

حواشی وحوالہ جات

۱۔ الفاطر:۲۴

۲۔ بخاری، جامع صحیح، کتاب احادیث الانبیاء، باب واذکر فی کتاب مریم، ناشر دارالسلام ریاض، ط/ثانیہ ۲۰۰۸ء رقم الحدیث :۳۴۴۳،ص ۵۸۰

۳۔ الأنبیاء:۲۵ ۴۔ المائدہ ۴۸:۵

۵. منشی محبوب عالم، اسلامی انسائیکلو پیڈیا، الفیصل ناشران وتاجران کتب لاہور،ص ۵۵۳

۶۔ محمد بن محمد مرتضی الزبیدی، تاج العروس من جواھر القاموس، دارالفکر بیروت، لبنان ۱۴۱۱ھ۔، ۸/ ۲۶۶۔ نیز دیکھیے ابن منظور کی لسان العرب،ص ۱۳/ ۳۴۹، ۳۵۰

۷۔ سید احمد دہلوی، فرہنگ آصفیہ، مکتبہ حسن سہیل لمیٹڈ لاہور، ۱۹۷۴ء، ص ۳: ۲۶۵ ؛ وارث سرہندی، قاموس المترادفات، شیخ غلام علی اینڈ سنز اردو بازار لاہور، ۲۰۰۱ء، ص: ۸۴۷۔ اور دیکھیے: شان الحق حقی فرہنگ تلفظ: ص ۲۳۰

۸۔ شریف جرجانی، کتاب التعریفات، تہران ۱۹۹۱ء، ص ۱۲۱

۹۔ امام راغب اصفہانی، مفردات القرآن، شیخ شمس الحق لاہور، سن اشاعت ۱۹۸۷ء، ۲۵۸/۲

۱۰۔ شریف جرجانی، کتاب التعریفات، ص:۱۳۲، ۹۱ ۱۱۔ الشوریٰ:۱۳، ۲۱۔ الجاثیہ:۱۸۔ المائدہ:۴۸

۱۲۔ دیکھیے البقرہ:۳۸ ۱۳۔ الشوریٰ:۱۳

۱۴۔ الانعام:۱۵۴۔ نیز دیکھیے المائدہ:۴۴ ۱۵۔ البقرہ:۱۔ نیز دیکھیے الاعراف:۱۵۷

۱۶۔ عبدالوحید، قصص الانبیاء، مکی ایڈیشن لاہور، ۲۰۰۳ء، ص ۸۳/۱ ۱۷۔ الذاریات:۵۶

۱۸۔ ابوعبداللہ محمد بن احمد الانصاری القرطبی، :الجامع لاحکام القرآن، داراحیاء التراث۔ بیروت لبنان، ص ۱۶۹/۱

۱۹۔ جصاص، ابوبکر احمد بن علی رازی، احکام القرآن، ص ۳۰/۳

۲۰۔ القرطبی، الجامع لاحکام القرآن، ص ۹/ ۸۷، نیز دیکھئے البقرہ ۲: ۱۸۳۔ خازن، بغدادی، علاء الدین علی بن محمد بن ابراہیم تفسیر خازن المسمی لباب التأویل فی معانی التنزیل، دارالنشر، دارالفکر بیروت لبنان، ۱۳۹۹ھ ص ۱/ ۱۰۹۔ انسائیکلو پیڈیا بریٹانیکا، عنوان: روزہ، جدید تحقیقات کے مطابق بھی روزے کی قدامت مسلمہ ہے۔ اور یہ مختلف قدیمی مذاہب کی عبادات کا حصہ رہا ہے۔

۲۱۔ المائدہ:۲۷ ۲۲۔ القرطبی، الجامع لاحکام القرآن، ص ۴۰۴/۲

۲۳۔ ابن کثیر، البدایہ والنھایہ، دارلاشاعت کراچی، ۲۰۰۸ء، ص ۱/ ۱۸۰، نیز دیکھیے، المائدہ:۲۸، ۲۹

۲۴۔ القرطبی، الجامع لاحکام القرآن، ص ۶/ ۱۴۶۔ ص ۳/ ۲۰۰، سورۃ بنی اسرائیل:۳۲

۲۵۔ المومنون:۵۱ ۲۶۔ القرطبی، الجامع لاحکام القرآن ص ۲۶۴/۱

۲۷۔ کتاب پیدائش، ۱: ۲۹ ۲۸۔ ابن کثیر، البدایہ والنھایہ ص ۱/ ۱۷۸

۲۹۔ ابن ندیم محمد بن ابی یعقوب، الفہرست، الطبعہ الثانیہ، دارالکتب العلمیہ، بیروت، لبنان ۱۴۲۲ھ ص ۵۸

۳۰۔ الشوریٰ:۱۳۔ ابن خلدون، تاریخ ابن خلدون، ص ۱/ ۱۳۷۔ اس سے مستنبط ہوتا ہے کہ ادریسؑ کی نبوت کا زمانہ، نوحؑ سے پہلے ہے۔ آدمؑ کے پاس بھی شریعت تھی۔ انکی شریعت منسوخ ہوئی اور حضرت نوحؑ کے پاس جو شریعت تھی وہ ناسخ بنی۔

۳۱۔ عمادالدین ابن کثیر، البدایہ والنھایہ، ص ۱۶۴/۱

۳۲۔ سید قاسم محمود، شاہکار اسلامی انسائیکلوپیڈیا، ص ا/عنوان ابراہیم، سلیمان ندوی، سیرت النبی، ص: ۵/ ۲۷۔ الاعلیٰ: ۱۹، نیز دیکھیے فہرست لابن ندیم، ص: ۵۸۔ آپ کے بیٹے حضرت اسماعیل واسحٰق اور پوتے یعقوب پر بھی صحیفے نازل ہوئے مگر ان کی شریعتوں کا ذکر ضمنی طور پر ابراہیم کی شریعت ہی میں درج کر دیا جاتا ہے۔ کیونکہ نہ تو ان کی شریعتوں کا صاف اور واضح خاکہ نظر آتا ہے نہ ہی قرآن نے انہیں صاحب شریعت نبی قرار دیا ہے۔ تورات آپ کی شریعت کے ذکر سے یکسر خاموش ہے بہر حال آپکی نسبت سر فہرست طہارت کے احکام کا ذکر ملتا ہے۔ جو کہ عبادت کے مبادیات ہیں مثلاً ابن عباس سے منقول ہیکہ اللہ تعالیٰ نے دس فطری احکام سے آپکی آزمائش، جن میں سے پانچ کا تعلق سر کے ساتھ ہے۔ پانچ کا تعلق جسم کے ساتھ ہے۔ تفسیر خازن ص ا/ ۷۹

۳۳۔ خازن البغدادی، علی بن محمد، تفسیر خازن، دار النشر، دار الفکر بیروت لبنان، ۱۳۹۹ھ، ص ا/ ۲۶۷۔ نیز دیکھئے، کتاب پیدائش، ۱۲: ۱۴ا الاعلیٰ: ۱۵؛ کتاب پیدائش، ۱۲: ۷۔ ۱۴: ۱۸ا۔ عبادت گاہ بننے کے بعد ضرورت ہوتی ہے کہ عبادت کے لئے مخصوص وقت اور مقررہ دن ہو چنانچہ ہفتے کے ساتھ دنوں میں سے جمعہ کا دن اس مقصد کے لئے مقرر کیا گیا قصص القرآن، ص ۳/ ۵۰۔ الصّٰفّٰت: ۱۰۷، ۔تاب پیدائش، ۲۱: ۳

۳۴۔ خازن البغدادی، علی بن محمد، تفسیر خازن، ص ا/ ۸۶ ۔ کتاب پیدائش، ۱۷: ۱۵

۳۵۔ کتاب پیدائش، ۲۸: ۲۲۔ نیز دیکھئے اسی کتاب کا باب، ۳۸: ۱۸ا اور ۴۸: ۲۰

۳۶۔ العنکبوت: ۲۹

۳۷۔ القرطبی، الجامع لاِ حکام القرآن، ص ۹/ ۳۳۴۔ کتاب پیدائش، ۲۹: ۲۴

۳۸۔ کتاب پیدائش، ۱۲: ۷۔ سہ ماہی منہاج، جولائی تا دسمبر ۱۹۹۹ء، ج: ۱۷، شمارہ نمبر: ۳، ۴۔ آپکی شریعت میں معاملات یا تعزیرات کے احکام دستیاب نہ ہونے کی وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ تبلیغی مصروفیات اور معاشرتی حالات کی وجہ سے اس کے مواقع ہی کم پیدا ہوئے ہوں۔ آپکی شریعت کے جو احکام دستیاب ہیں وہ بھی بائبل سے ضمناً اخذ ہیں یا اہل عرب کی صدری روایات سے۔ قرآن نے آپکے تبلیغی کارناموں کو نقل کیا ہے۔

۳۹۔ انسائیکلوپیڈیا بریٹانیکا، ص ۲۴/ ۳۶۱، شاہکار اسلامی انسائیکلو پیڈیا بذیل موسیٰ، ص ۲/ ۴۸۴۔ نیز دیکھئے الشوریٰ: ۱۳

۴۰۔ ابن ندیم، فہرست، الطبعہ الثانیہ، دار الکتب العلمیہ، بیروت،، لبنان ۱۴۲۲ھ، ۵۸؛ سورۃ الاعلیٰ: ۱۹

۴۱۔ افسیوں کے نام خط ، ۴: ۱، نیز ملاحظہ کیجئے ا۔ کرنتھیوں کے نام خط ۔ ۱۰: ۱۴۔ رومیوں کے نام خط، ۱: ۲۱ و مابعد۔

۴۲۔ کتاب احبار، ۶: ۱۹ اسی کتاب کا باب دیکھیں، ۷: ۷

۴۳۔ کتاب گنتی، ۱۵: ۱۶

۴۴۔ کتاب استثنا، ۱۱: ۱

۴۵۔ کتاب زبور، ۱۱۹: ۷۷۔ ایضاً، ۱۱۹: ۳۴

۴۶۔ عبرانیوں کے نام خط، ۱۰: ۱۶ نیز دیکھے ۸: ۱۰۔ زبور، ۱۴۸: ۶

۴۷۔ کتاب احبار، ۳: ۱۷، نیز دیکھئے کتاب عزرا، ۷: ۲۶

۴۸ معارف القرآن، ناشر، ادارۃ المعارف کراچی، ۲۰۰۸؛ یونس: ۸۷، کتاب خروج، ۳: ۱۹۔ سورۃ البقرہ: ۴۹، محکومیت اور مظلومیت کا یہ دور فرعون کی تباہی کے ساتھ ختم ہوا یہ دور محمد ﷺ کی مکی زندگی سے مشابہت رکھتا ہے۔

۴۹۔ کتاب خروج، ۳: ۸۔ ایضاً ۲۴: ۴۔ ایضاً ۳۴: ۱۔ الانعام: ۱۵۵

۵۰۔ سموئیل اول، ۷: ۶۔ سموئیل دوم، ۱۲: ۱۶۔ نحمیاہ، ۹: ۱۔ نیز دیکھیے کلید الکتاب، ص ۸۵۳۔ لفظ ''روزہ''

۵۱۔ کتاب احبار، ۲۷: ۳۰، ۳۱، ۳۲۔ نیز دیکھیے گنتی، ۱۸: ۲۱، ۲۶۔ کتاب استثنا ۱۴: ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۸۔ ۲۶: ۱۲۔ دیکھیے کلید الکتاب لفظ ''دہ یکی''، ص ۳۷۷

۵۲۔ ایضاً، کتاب پیدائش، ۳۵: ۲۔ کتاب احبار، ۶: ۲۷ لفظ ''کپڑے''۔

۵۳۔ کتاب احبار، ۱۱: ۱۹

۵۴۔ ایضاً، ۱۸: ۱۹۔ کتاب استثنا، ۱۸: ۱۷۔ ایضاً ۲۲: ۱۸۔ کتاب گنتی، ۵: ۲۶۔ کتاب خروج ۲۲: ۱۶

۵۵۔ کتاب خروج ۲۳: ۹۔ ۹۹۔ کتاب احبار، ۱۹: ۱۹۔ کتاب استثنا ۲۴: ۱۰۔ ۲۲: ۲

۵۶۔ کتاب استثنا، ۱۸: ۱۲

۵۷۔ کتاب استثنا، ۲۰: ۱۴

۵۸۔ کتاب استثنا، ۲۰: ۱۴

۵۹۔ کتاب خروج، ۳۱: ۲۵۔ نیز دیکھئے کتاب استثنا، ۱۹: ۴

۶۰۔ کتاب احبار،۲۵:۲۲ نیز دیکھیے خروج،۲۲:۱۸
۶۱۔ کتاب استثنا،۱۲:۱۷،۱۳:۵
۶۲۔ ایضاً،۲۲:۱۸۔
۶۳۔ کتاب احبار،۱۹:۲۰۔
۶۴۔ بنی اسرائیل:۲
۶۵۔ انجیل لوقا،۲:۲۷
۶۶۔ انجیل لوقا،۲:۳۹ نیز دیکھیے انجیل یوحنا،۷:۱۹
۶۷۔ ایضاً،یوحنا کا پہلا خط ۳:۴
۶۸۔ ایضاً،مزید تفصیل کے لئے دیکھیے اعمال۔۱۵:۵۔دیکھئے۔رومیوں کے نام خط ۳:۳۱
۶۹۔ ایضاً،رومیوں کے نام خط،۴:۱۵
۷۰۔ ایضاً،۷:۱۲
۷۱۔ رومیوں کے نام خط،۷:۱۴
۷۲۔ رومیوں کے نام خط،۷:۲۲۔
۷۳۔ الشوریٰ ۴۲:۱۳ نیز دیکھیے آل عمران:۶۵
۷۴۔ انجیل متی،۱۲:۱تا۸،۷
۷۵۔ انجیل متی،۵:۲۷،۳۱،۳۲،،۔۱۹:۷۔انجیل مرقس،۱۰:۴۔۹:۱۱،۱۲
۷۶۔ ایضاً،۵:۳۴،۳۸،۳۹
۷۷۔ ایضاً،۵:۱۷
۷۸۔ ایضاً،۸:۴
۷۹۔ انجیل یوحنا،۱۹:۴۱
۸۰۔ انجیل متی،۱۳:۳۴ تفصیل دیکھیے کلیدالکتاب،ص۴۱۸ پر لفظ تمثیل
۸۱۔ انجیل متی،۴:۱۷، انجیل متی کا باب ۵ مکمل،۷:۲۱۔ ۱۳۱۔انجیل یوحنا،۸:۳تا۱۱
۸۲۔ کتاب پیدائش باب:۶'۷۔رومیوں کے نام خط۴:۳۔
۸۳۔ رومیوں کے نام خط۴:۷'۸۔
۸۴۔ گلتیوں کے نام خط۴:۴؛ انجیل یوحنا۱:۲۹۔ انجیل لوقا،۲۲:۳۷۔اکرنتھیوں کے نام خط ۵:۷۔کتاب یسعیاہ:۵۳۔
۸۵۔ یعقوب کے نام خط۲:۱۰۔
۸۶۔ کتاب زبور۸۵:۱۰۔
۸۷۔ ڈاکٹر ساجد الرحمٰن صدیقی،کشاف اصطلاحات قانون،(اسلامی) مقتدرہ قومی زبان اسلام آباد،ص۸۵تا۸۷
۸۸۔ الزخرف:۳۲
۸۹۔ الجاثیہ:۱۸
۹۰۔ الشوریٰ:۱۳؛امام راغب،مفردات القرآن،ص/۲۵۸۔
۹۱۔ سید قاسم محمود،شاہکار اسلامی انسائیکلوپیڈیا،ص۲/۱۳۱۷
۹۲۔ ایضاً،ص۲/۱۳۱۷ ،ق۵۰:۲
۹۳۔ المائدہ:۴۸
۹۴۔ النساء:۴۶۔البقرہ ۲:۴۲
۹۵۔ البقرہ:۴۲
۹۶۔ مدیر حافظ محمد سعد اللہ،سہ ماہی منہاج جولائی تا دسمبر ۱۹۹۹،ص۱۷/۳۰،۳۱
۹۷۔ النحل:۱۵۔۱۱۴،الانعام:۱۴۶۔
۹۸۔ الاعراف:۳۱؛المائدہ،۱تا۳'۴'۹۴'۹۵'۵'۹۲
۹۹۔ تفصیل کے لئے دیکھیے:سورۃ البقرہ ۲:۲۲۲،۲۲۶،۲۲۹،۲۳۲،۲۳۳،۲۳۶،۲۳۷،۲۳۴؛ الطلاق ۶۵:۱،۲،۴،۶؛ النور ۲۴:۶
۱۰۰۔ ایضاً
۱۰۱۔ درج ذیل سورہ کی آیات دیکھیے،النساء:۳،۴،۲۲،۲۳،۲۵،۱۲۸'۱۲۹۔مزید تفصیل کے لئے المجادلہ:۵۸:۴۲،النور:۳،۲۴،۲۵،۳۱،۵۸،۶۱،المائدہ:۵۔بنی اسرائیل:۲۴،۳۱،الانعام:۱۵۲،۱۵۳،النساء:۲،۶،۹،۲،۱۲،۶،۱۷؛ الاحزاب ۳۳:۵۹۔المطففین ۸۳:۱،النحل ۱۶:۹۱۔۹۲،البقرہ ۲:۱۸۳ نیز دیکھیے ۱۷۵،
۲۳۰'۲۸۳،الجمعہ:۹،۲:۲۷۲،التوبہ ۱۔۴۔

۱۰۲۔ تفصیل ملاحظہ کیجیے، الشوریٰ: ۳۸، الحج: ۴۰، محمد: ۴۷، الانفال: ۶۰، ۶۷، ۴۱، ۱۵۔ ۱۶، ۳۹، النساء: ۷۵، ۹۰: ۹۲، ۳۴، آل عمران: ۱۶۱، ۱۵۹، التوبہ: ۱۲، ۲۹

۱۰۳۔ تفصیل دیکھیے البقرہ: ۱۷۔ ۱۸۹، ۲۸۲، ۱۹۰۔ ۱۹۴؛ النور ۲۴: ۲: ۴؛ المائدہ ۳۳، ۳، ۸۸۹؛ المجادلہ: ۴؛ الحشر: ۷۔

۱۰۴۔ البقرہ: ۱۹۸، ۲۱۷، ۲۲۲۔

۱۰۵۔ محمد خضری، تاریخ تشریع الاسلامی، دار الفکر بیروت، ۱۹۱۸ء، ص ۱۴۔

۱۰۶۔ الانبیاء: ۱۰۷

۱۰۷۔ دیکھیے ابراھیم: ۱۔ بنی اسرائیل: ۹

۱۰۸۔ امام غزالی، شفاء الغلیل، ص ۱۰۳، المطبعہ المنیر یہ بولاق مصر، ۱۳۲۵ھ؛ شاطبی، ابواسحاق، الموافقات، ۲/ ۳۲۷۔

۱۰۹۔ ڈاکٹر محمد ضیاء الحق، فلسفہ مقاصد شریعہ، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد، ص ۱۷۰۔

۱۱۰۔ الحج ۲۲: ۷۸

۱۱۱۔ البقرہ ۲: ۱۸۵

۱۱۲۔ النساء ۴: ۵۸، النحل ۱۶: ۹۰

۱۱۳۔ العنکبوت: ۴۵، البقرۃ ۲: ۱۸۳

۱۱۴۔ امام غزالی، ابوحامد، المستصفی، دار الکتب العلمیہ بیروت، ۱۴۱۳ھ، ۱/ ۲۸۷

۱۱۵۔ بخاری، محمد بن اسماعیل، جامع صحیح، کتاب الایمان، باب: سوال جبرئیل، رقم الحدیث: ۵۰، ص ۱۲

۱۱۶۔ محمود احمد غازی، محاضرات شریعت، الفیصل ناشران و تاجران کتب اردو بازار لاہور، ص ۹۵ تا ۱۰۲

۱۱۷۔ البقرہ: ۳۰، ۳۸ نیز دیکھیے: بنی اسرائیل: ۷۰

۱۱۸۔ محمود احمد غازی، محاضرات شریعت، نیز دیکھیے محمود احمد غازی، عصر حاضر اور شریعت اسلامی، انسٹی ٹیوٹ آف پالیسی اسٹڈیز، ۲۰۱۰ء، ص ۹۵ تا ۱۰۲

۱۱۹۔ ایضاً

۱۲۰۔ ایضاً، ص ۱۰۳۔ نیز دیکھیے العنکبوت: ۶۴